بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

سنہ ۱۳۱۸ھ

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد ۴	دار الامان قادیان ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹ء	نمبر ۳۸

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
کی
سائیں مہر علی شاہ صاحب گولڑی کے
متعلق
ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

از حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی
ایدہ اللہ

شعر

بنگرائے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانیست کبیر

۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹ء کے اخبار عام میں ایک امرتسری نے میری چٹھی پر جو ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹ء کے الحکم میں شائع ہوئی تھی چند اعتراض کئے ہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میری توقع کے خلاف صاف اور واضح امور کو بھی اعتراض اور نکتہ چینی کا تختہ مشق دیکھا مجھے کامل وثوق تھا کہ اب یہ راہ خس و خاشاک اور ہر قسم کی رکاوٹوں سے پاک ہو گئی ہے اور راہ چلنے والوں کو غرض و غایت تک پہنچنے کیلئے کافی روشنی اور بدرقہ مل گیا ہے۔ مگر اس معترض نے ثابت کر دیا ہے کہ بیداد گر خردہ گیری کیلئے اسوقت تک جولانگاہ باقی ہے۔ کاش! ایک اطمینان طلب جویائے حق کی نکتہ چینی ہوتی! جسکی کارروائی صاف راہ نمائی کرتی کہ اسکے زعم میں ایک معرض بحث اور متنازع فیہ امر کی نسبت مزید توضیح کیلئے کوشش کیگئی ہے اور ایک پاک مگر ناواقف حقیقت دل آمادہ ہے کہ کسیطرح یہ الجھن سلجھنے میں آجائے۔ مگر ہمارے امرتسری دوست معترض کے کمزور اور غیر موزوں اعتراضوں سے صاف ہوا ہے کہ

کہ بیجا تعصب کی موٹی دیواریں اُنکے آگے حائل کھڑی ہیں جو اُنھیں محاذ کی خوبصورت روشنی کو دیکھنے نہیں دیتیں۔

اصل واقعہ جو کئی دفعہ اسی قابل قدر پرچہ میں شائع ہو چکا ہے نہایت صاف ہے اور وہ یوں ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو دعوت کی تھی کہ میں اور آپ عربی زبان میں نہایت درجہ کے فصیح بلیغ عبارت میں قرآن کریم کی تفسیر لکھیں اور اس تفسیر میں وہ حقائق و معارف اور نکات و دقائق ہوں جو اگلی تفسیروں میں مذکور نہ ہوں اور اُن سے کتاب اللہ کی فوق العادۃ تمجید اور جلال ظاہر ہو۔ یہی مجمعیں اور آپ میں فیصلہ کن معیار ہو گا کہ خدا تعالیٰ کے دربار عالی میں مجھے باریابی کا فخر حاصل ہے یا آپکو؟ اسلئے کہ خدا تعالیٰ کی کتاب جلیل نے یہ بلند دعویٰ کیا ہے کہ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ یعنی قرآن کریم کے حقائق و معارف کے بیان کرنے پر

وہی قادر ہو سکتے اور اسکے پاک حریم میں باریاب ہونے کا وہی شرف حاصل کر سکتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کے دست خاص نے پاک صاف فرمایا ہوتا ہے اور آسمان کی پانیکی طرح پاک ہوتے اور آسمان سے انھیں خاص نسبت ہوتی ہے۔ یہ قرآن کریم کا دعویٰ اور پُرزور تحدی ہے جو خدای علیم کیطرف سے آیندہ پیدا ہونیوالی نزاعوں میں جو امت محمدیہ کے درمیان واقع ہوں بیّن حکم اور ممیز ٹھرائی ہے۔ اور ضروری تھا کہ اس قسم کا فیصلہ اور معیار بھی قرآن کریم میں ہوتا۔ اسلئے کہ قرآن کریم جیسا دوسرے مذاہب کے اختلافات میں حکم بننے کا دعویٰ کرتا ہے اور فیصلہ کے اصول اور قواعد بھی منضبط فرمائے ہیں اور اس حکومت میں کامیابی کا زریں تاج اس کتاب مجید کے سر پر رکھا گیا ہے اسی طرح از بس ضروری تھا کہ اندرونی اختلافوں اور نزاعوں کے فیصلہ کیلئے بھی اصول اور قواعد مستحکم کرتا۔ چونکہ قانون قدرت کی مقتضیات سے ضروری تھا کہ اندرونی اختلافات اور تنازعات بھی برپا ہوں اور نزاعوں کے سبب سے حق و باطل متشابہ اور ملتبس ہو جائیں اور بہت سے مدعیوں میں سے جنمیں سے ہر ایک اپنے دعوی کو سچا سمجھتا ہو ایک ہی حق پر ہو اور دوسرے صریح بطلان پر ہوں اسلئے واجب تھا کہ کامل کتاب میں جو تمام حقہ صداقتوں اور ضروریات دینیہ پر حاوی و مہیمن ہوتے اور قیامت تک کافی ہونے کا دعویٰ کرتی ہے ایسا قاعدہ اور محکم اصل بھی ہو جو ایسے تاریک وقتوں میں حق کا روشن اور چمکتا ہوا چہرہ دکھادے۔ سو اس آیت لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ نے اس قسم کے نزاعوں کا قیامت تک فیصلہ کر دیا۔ اسوقت ایک نزاع تھی۔ اسلام کے میدان میں دو دعویداروں نے علم دعوی بلند کیا۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوی کیا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس زمانہ کیلئے میں مہدی اور مسیح ہوکر آیا ہوں۔ پیر

مہر علی شاہ صاحب نے اسکا سخت انکار کیا۔ اور اپنی مسند مشیخت وارشاد پر جلوس فرما ہوتے اور پیروں کے وجود سے ظاہر کیا کہ میں خدا سے تعلق رکھتا ہوں اور ان کے خدام و اتباع نے بھی اعلان فرمایا کہ قطب وقت۔ کہف زماں اور ملجاء و ماوائے انس و جان یہی ہیں حضرت مرزا صاحب کی قراکسے وابستہ ہزار ہا آدمی ہیں جو اپنا سب کچھ آپکے ہاتھیں دے چکے ہیں۔ پیر صاحب سے منسوب بھی بہت سے لوگ ہیں جو انکی مریدی پر ناز کرتی ہیں۔ میں غیر از سلسلہ اہل اسلام سے خواہ وہ مشرق کی ہوں یا مغرب کے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسی مشتبہ وقت میں ضروری تھا کہ ہم لوگ بھی نصاریٰ کیطرح ناقص اور سخت ناکافی انجیل کے سبب سے سراسیمہ اور سرگردان ہوتے اور کتاب اللہ میں کوئی نور جو اس پیش آمدہ ظلمت کو پاش پاش کرتا نہ پاتے اور خود اپنی ہی تجویزوں اور اندیشوں سے کوئی جعلی اور مصنوعی ناکافی راہ پیدا کرتے۔ مگر نہیں نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں اسلئے کہ ہم امت مرحومہ تھے ایسی زحمتوں اور کشاکشوں سے محفوظ رکھا اور خود ہی اپنے علم سابق سے ان سب باتوں کا پورا انتظام کر دیا۔

پیر۔ صوفی۔ قطب۔ غوث۔ ولی اللہ۔ درویش اور سند الوقت مہر علی شاہ صاحب کی خدمت میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس نزاع کے وقت وہی طریق فیصلہ پیش کیا جو خداوند علیم حکیم نے ایسے اوقات میں ایسے اشخاص کے نزاعوں اور اختلافوں کی حکومت کی غرض سے مقرر کر رکھا تھا۔

اے قرآن کریم کو کامل اور مہیمن کتاب ماننے والو اور ظلمات کے اوقات میں اسے یگانہ نور تسلیم کرنے والو اپنی جانوں پر ترس کھا کر خدا تعالیٰ کے لئے بتاؤ کہ کوئی اور راہ بھی نکلتی جو اس سے بہتر تھی۔ اس راہ کے پیش کرنے سے معاً دو باتیں حاصل ہوتیں ایک تو قرآن کریم کی پیشگوئی پوری ہوتی اور اس کا خدا کا کلام ہونا اور علوم غیب اور غیب کے دعووں پر مشتمل ہونا ثابت ہو جاتا اور دوسری بات ایک شخص کا مستجاب الدعوات ہونا اور مقرب اور مطہر ہونا ثابت ہو جاتا۔ اب خدارا فرمائے کہ کیا حضرت مرزا صاحب پیر صوفی اہل اللہ مہر شاہ صاحب کو مولویانہ دعوت کیطرف بلاتے اور یہ کہتے کہ آؤ ہم تم مولویانہ لفظی بحث کرلیں اور ہماری حجت پر فیصلہ ہو جائے گا کہ راستی کسکی طرف ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اسلئے کہ زمانہ کی ضروریات کے جامع اور رسمی اور روحانی علوم سب کے مستجمع ہو کر آئے ہیں اور خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ علمائے خشک ان کے مقابل اپنی سونٹیاں لمبی کرینگے اور علوم رسمی کے مباحثہ کیطرف بھی بلائیں گے اور ان ہی منطقی اور خشک مباحثات کو حق و باطل کا معیار ٹھرائیں گے اس بنا پر حضرت مرزا صاحب نے علمائے ظاہری سے علوم ظاہر اور رسمی کی بنا پر بہت مباحثات کئے اور خدا تعالیٰ کے اذن و حول سے انکی لمبی خرطوموں کو گرم ہتھیاروں سے خوب داغ لگائے۔ اور آخر دیکھکر کہ مباحثات نظری امور ہوتے ہیں اور فیصلہ کی کھلی اور روشن راہ ان سے پیدا نہیں ہوتی ایک عرصہ تک اپنی قدرت اور طاقت کے جلوہ نمائی کے بعد ان سے پہلو تہی کی اور آسمان کی طرف توجہ کی تب خداوند علیم نے ایک بین اور بدیہی راہ دکھائی جسکی وضاحت کے بعد کسی شخص کو شک و تردد کا موقع مل ہی نہیں سکتا۔

اب اگر قوم انصاف نہیں کرتی تو دوسری قوموں کے منصف نیک دل لوگ انصاف کریں کہ حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو جو یہ دعوت کی ہے تو کیا ناروا حرکت کی ہے کیا یہی دعوت انکی شان کے شایاں تھی۔ کیا وہ ولی اللہ نہیں! کیا وہ مطہر نہیں۔! کیا انھیں خدا کے حریم قدس میں باریابی کا شرف حاصل نہیں! کیا وہ زبان عربی سے واقف نہیں! کیا وہ قرآن کریم کے معارف سے مس نہیں رکھتے! ہاں تو کیا انکی شان کے لائق تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی گدی پر انھیں بٹھایا جاتا اور انسے استنجا اور قلتین اور بیع و شرا کے مسائل پر بحث کی جاتی یا رفع یدین آمین بالجہر کے نزاعوں کا فیصلہ کیا جاتا۔ انکو لفظی بحثوں اور ظاہری علوم کی بحثوں کیطرف بلانا یقینا انکی کسر شان تھی۔ حضرت مرزا صاحب نے انکا وہ پاس کیا اور ان کے حق کی وہ رعایت کی جسکے وہ درحقیقت مستحق تھے۔ لیکن افسوس صد افسوس پیر صاحب نے اس دعوت کو رد کیا اور بری طرح رد کیا اور سخت نا قابل عفو حیلوں سے رد کیا۔ پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے جواب میں یہ لکھا کہ اول مرزا صاحب اپنے دلائل پر کھڑے ہو کر تقریر کریں اور ان ہی منطقی اور علمی باتوں کو پھر دوہرائیں اور عوام و خواص کے مخلوط مجمع میں وہ دوہرائیں جو وہ سالہا سال سے اپنی کتابوں اور رسالوں اور اشتہاروں میں لکھ رہے ہیں اور وہ وہی باتیں ہیں جنہیں علمائے رسوم

اعتراض اور رد لکھ چکے ہیں اور خود پیر صاحب یا انکے مرید غازی صاحب بھی انکی نسبت خامہ فرسائی کر چکے ہیں اور وہ وہ باتیں ہیں جو نظری ہونیکی باعث ہنوز زیر بحث ہیں۔ غرض مرزا صاحب ان دلائل کو بیان کریں۔ اسکے بعد پیر مہر علیشاہ صاحب اٹھکر انکا رد کریں۔ اور انکی باتیں بھی اسی رنگ کی نظری اور خفا اپنے اندر رکھنے والی ہوں۔ اور پھر مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی عبد اللہ ٹونکی صاحب کھڑے ہو کر شہادت دیں کہ پیر صاحب کا رد درست اور مرزا صاحب کا دعوی اور دلائل صحیح نہیں تب مرزا صاحب اسیوقت اسی مجمع میں پیر صاحب سے بیعت کرلیں۔ یہ ہے جواب پیر صاحب کا اس دعوۃ کے مقابلہ میں جو حضرت مرزا صاحب نے انکی خدمت میں پیش کی۔ اب ناظرین انصاف کریں کہ کیا پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی شرطوں کو منظور فرمایا اور کیا پیر صاحب نے قوم کے نزاعوں کے فیصلہ کیلئے جائز طریق ایجاد کیا؟ اور کیا قوم کی ڈوبتی کشتی کو ورطۂ ضلال و اوہام سے نکالنے کیلئے بجا ناخدائی کی؟ سوچو! اور خدا کیلئے سوچو!! غضب اور تعصب سے بھری ہوئی جاہلانہ طبیعتیں ہوں اور ہر ایک نے ایکطرف کو سخت ضد سے پکڑا ہو۔ یہانتک کہ نشۂ غضب و تعصب میں اپنے حریف کے الفاظ کو بھی یوں سنتے ہوں جیسے کانوں میں پگھلی ہوئی رانگ ڈالی جاتی ہے پھر مباحثات علمی اور لفظی ہوں [illegible] اور دلائل مخفی در مخفی اور کنایات اور اشارات اور علوم کے تہ میں مخفی ہوں۔ غرض سب امور نظری پر نظری ہوں۔ اور اسپر طرفہ یہ کہ ایک شخص کو قبل از وقت دجال کذاب اور محرف دین اللہ اور مفتری اور کیا کیا [illegible] اور اسپر سخت جم چکے ہوں اور اسکی اہانت کیلئے موقعے تلاش کر رہیں جا بجا اشتہار دیتے ہوں۔ اسپر یہ توقع کہ اس تدبیر سے کوئی فیصلہ ہو جاتا اور قوم کے دل صلحکاری کا سبق سیکھ لیتی اور ایک صاف اور منور سطح پر سب بیٹھ جاتے قطعاً محال تھا۔ کیا اب ابتک اس راز کو سمجھ نہیں گئے اور کیا ہمیں قوم کی سلامت فکرت اور جودۂ طبیعت سے نا امید ہو کر بیٹھ رہنا چاہیے کہ پیر صاحب نے ان بالکل جدید شرطوں سے کیا مدنظر رکھ لیا۔ کیا یہ بالکل صاف بات نہیں کہ انھوں نے اپنی دعوی ولایت اور فقر کے برخلاف دنیا داروں کی طرح ہر مکر صاف

فاش ہو جانیوالی چال اختیار کی۔ اگر راستی مطلوب ہوتی اور خدا کے دین کی حفاظت مقصود ہوتی تو کوئی امر اپنی طرف سے ایزاد نہ کرتے اور امر بھی وہ جو انکی شان انکی مسند اور انکی ولایت کو داغ لگانیوالا تھا۔ جس صورت میں حضرت مرزا صاحب کی دعوت اور معیار فیصلہ وہی تھا جو خود کتاب اللہ نے مقرر کر رکھا ہے اور حضرت مرزا صاحب کی من عند النفس کوئی تجویز نہ تھی پھر اسکے ٹالدینے اور بالکل خاک میں ملا دینے کی کیوں کوشش کی گئی۔ امرتسری صاحب فرماتے ہیں کہ "پیر صاحب نے ایک شرط بڑھائی ہے"۔ افسوس تعصب روشنی سے کسقدر دشمنی رکھتا اور کبھی اسکے جوار میں بھی رہنا پسند نہیں کرتا۔ پیر صاحب نے شرط بڑھائی نہیں بلکہ ایک ایسی تجویز پیش کی جس نے حضرت مرزا صاحب کی ساری شرطوں کو رد اور منسوخ کر دیا خدا کیلئے سوچو تفسیر قرآن سے قبل مرزا صاحب اپنے دلائل پیش کریں پھر پیر صاحب کھڑے ہو کر ان کا رد کریں۔ بعد ازاں مولوی بٹالوی صاحب اور ٹونکی صاحب مرزا صاحب کے خلاف اور پیر صاحب کے موافق شہادت دیں اور پھر مرزا صاحب پیر صاحب کی بیعت کرلیں۔ میں پھر کہتا ہوں سوچو کہ وہ اصل بات تفسیر نویسی کی کہاں رہی۔ کیا اسمیں کوئی شک باقی رہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے عجیب علمی اور نظری دلائل بیان فرماتے اور پیر صاحب ان کا وہی مولویانہ رد کرتے۔ تو عوام کالانعام اور انکے بیشمار موٹی طبیعت والے متعلقین اور سبھی جذبات سے لبریز خدام پیر کی کافی سمجھکر اسکی تائید نہ کرتے اور بعد ازاں مسلم و مقبول معاند مولوی بٹالوی صاحب اور دوسرے صاحب "لا لحب علی بل ببغض معاویہ" پیر صاحب کے حق میں ڈگری نہ کرتے۔ سوچو اور خدا کیلئے سوچو کہ حضرت اقدس کے دلائل شمس نصف النہار سے بھی زیادہ روشن اور مشہور ہیں۔ پردہ نشین عورتوں تک وہ پاک اور آسمانی باتیں پہونچ چکی ہیں۔ ان لوگوں نے اس سے پہلے کیا فائدہ اسکا اٹھایا ہے جو اسوقت انہی کے تکرار سے پھر اٹھاتے۔ کیا انکی قوت غضبی کا اشتعال کچھ بھی ابتک فرو ہو چکا تھا۔ اسوقت تک انکے بیشمار خط ناگفتنی اور ناشنیدنی گالیوں سے بھرے ہوئے حضرت مرزا صاحب کی طرف آ رہے تھے۔ خدا کیلئے کوئی تو بتاؤ اور خدا لگتی کہو کہ کیا پیر صاحب نے یہ راہ مخلوق خدا کی بہتری کی سوچی اور کیا یہ انہیں حق کی سوجھی اور کیا انھوں نے سادگی اور حق پسندی اور حق طلبی سے ایک اور شرط بڑھائی۔

یا حق و باطل میں شبہ ڈالنے کی ایک راہ نکالی۔ جب مرزا صاحب کی دلائل کا پیر صاحب کی طرف سے رد ہو جاتا اور بے لوث مقدس گواہ انکی گواہی فیصلہ پیر صاحب کے حق میں دے چکتے اور مرزا صاحب وہیں بیعت کر لیتے تو پھر کیا تفسیر قرآن بیعت ہو کر اور مرید بنکر لکھتے۔ اسمیں دو ایک باتیں ہی تنقیح طلب ہیں پھر رائے لگانیکے لئے راہ صاف نکل آتی ہے۔ کیا پیر صاحب نے اسے صاف منظور کیا یا کسی پیچ کے ساتھ بھی منظور کر لیا اور کیا درحقیقت ایسے نزاعوں میں جو امت محمدیہ میں واقع ہوتی ہیں اور جو نظری امور یعنی مباحثوں اور تکراروں سے فیصل ہونیمیں نہیں آتیں وہ طریق فیصلہ کا جو حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا اعلی درجہ کا طریق اور کتاب اللہ کے منطوق کے موافق طریق ہے یا نہیں۔ اور کیا اسطریق سے جو بسبب خرق عادت اور کرامت نمایاں ہونیکے بدیہی طریق اور واضح امام ہو جاتا اور کوئی بہتر طریق ہو سکتا ہے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کی حجت بازی کیا راستبازوں اور راست کیشوں کی اطمینان قلب کا موجب ہو سکتی ہے

میں سمجھ نہیں سکتا کہ کوئی سلیم الفطرۃ ان بیان سے صاف نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب نے خدا تعالی کی قوت و قدرت پر اعتماد نہ کر کے اور اپنے حریف کی قوت و شوکت سے مرعوب ہو کر اس دعوت کے قبول کرنے سے گریز کیا مگر افسوس ایسی باریک چادر میں اپنا سر [illegible] اور کھسیانا منہ چھپایا جسکے اندر سے انکی انفعالات نفسانیہ ہر ایک ناظر کو صاف صاف نظر آ گئے۔ کون دانشمند سمجھ نہیں سکتا کہ کتاب اللہ کی پر معارف تفسیر عربی زبان میں لکھنا انکو موت احمر نظر آئی جس سے بھاگ کر انھوں نے پھوس کی ٹٹیوں میں پناہ لی۔ افسوس پیر صاحب نے اس دنیا کی شرمساری اور پردہ دری سے بہت خوف کیا اور حطام دنیا کی تلاش اور ابنائے دنیا کی دلجوئی نے انھیں پردہ کی اوٹ سے منہ باہر نکالنے نہ دیا مگر اس ہولناک یوم کا دھڑکا دلکو نہ لگا جسدن باطن کا باطن بھی طشت از بام کیا جاوے گا اور یوں ہو گا کہ۔ زر اندودگان را بآتش برند۔ پدید آید آنگہ کہ مس یا زر اند۔ جب انکا دل احساس کرتا تھا اور ضمیر پورے شعور و تنبہ سے انھیں چلا چلا کر کہتا تھا کہ قرآن کریم کے حریم قدس میں تمھیں شرف باریابی حاصل نہیں اور یہ کام درحقیقت مطہروں۔ آسمانیوں انبیاء علیہم السلام کے ظلوں کا ہے اور پیر صاحب ایک شخصکو ایسا دعوی

(پیر مہر علی شاہ صاحب کی شکست فاش)

کرتے اور ہر روز تحدی کرتے دیکھ چکے تھے اور یہ ایک تحدی ہی اُنکے لئے اگر وہ صاف قلب ہوتے تو کافی آگاہ کرنیوالی دلیل تھی تحدی کرنیوالے کی فوق العادہ دعوی اور قدرت نمائی پر۔ اسلئے کہ وہ اپنے اندر جھانک کر اپنی جیب کو اس گرانی قدر نقد سے خالی پاتے تھے اور اسی افلاس نے اُنھیں تفسیر کو ٹالدینے کیلئے حیلہ جوئی پر آمادہ کیا۔ غرض جب پیر صاحب خوب جانتے تھے کہ وہ اس میدان کی مرد نہیں تو کیوں گذشتہ راستبازوں کیطرح صاف صاف اپنے عجز کا اقرار نہ کرلیا۔ کہ اعتراف بعجز انکی شان کو بڑھاتا مگر افسوس انھوں نے روباہ بازی اختیار کی اور اپنے نکلنے کے لئے ایک اور چور سوراخ نکال لی۔ کاش وہ چور سوراخ ہوتی۔ اب میں پھر امرتسری صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی شرط تفسیر نویسی کو منظور کرلیا تھا اور بقول آپکے صرف ایک شرط اور بڑھائی تھی سوچو اور خدا کے لئے سوچو۔

ان سب باتوں کے بعد جو میں بیان کرچکا ہوں ایک دانشمند بڑی آسانی سے اس نتیجہ پر پہونچ جاتا ہے کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مستجاب الدعوات ثابت ہوگئے۔ اور انکی تحدی نے جسکا مقابلہ کرکے اُسے توڑا نہیں گیا صاف ثابت کردیا کہ وہ مطہر ہیں وہ آسمانی ہیں اور قرآن کریم کے معارف کے بیان کرنے میں جو خدا تعالی کا حریم قدس ہے وہ لانظیر اور یگانہ ہیں۔ ایکبات ثابت ہوئی۔ دوسری بات بلکہ اس سے بھی زیادہ زبردست بات جو علم غیب کی شوکت اپنے اندر رکھتی تھی اسکے ساتھ وہ کھلی روز روشن کیطرح پوری ہوگئی۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے تفسیر نویسی کی دعوت میں یہ دعوی بھی کیا تھا کہ پیر صاحب میرے مقابل ہرگز قادر نہونگے آپکے الفاظ یہ ہیں "میں مکرر کہتا ہوں کہ میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہوگا جبکہ مہر علی شاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی نہ لکھ سکیں اور ایسی تحریر کریں جسپر اہل علم تھوکیں اور نفرین کریں کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کریگا۔ اور اگر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں جانتے ہیں کہ وہ مومن اور مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دعا کریں ۱۱"۔ ایسی صاف اور یکی بات کی نسبت قوی اُمید کی جاسکتی تھی کہ بہت سی گردنیں اسکے مقابل خدا کے خوف سے جھک جائینگی اور اس روشنی سے ایک مرد خدا کا پتہ لوگوں کو لگ جائیگا مگر امرتسری صاحب ظاہر کرتے ہیں کہ ہنوز بدقسمتی لوگوں کا پیچھا چھوڑنے میں نہیں آتی۔ امرتسری صاحب لکھتے ہیں کہ پیشگوئی غلط نکلی۔ اسکی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ تفسیر لکھنے کا اور قبول دعا کا تو موقعہ ملا ہی نہیں اور استہزا سے فرماتے ہیں کہ کیوں عالم الغیب خدا نے انھیں صاف بتا نہ دیا کہ تفسیر نویسی کی نوبت ہی نہیں آویگی اور کیسا خدا ہے کہ وعدہ تو یہ کیا کہ مرزا صاحب تفسیر لکھ لیں گے اور پیر صاحب کا کاغذ سادہ کا سادہ رہجاویگا اور خلاف وعدہ مرزا صاحب کو وقت پر قادیاں ہی میں رکھ رکھا۔ افسوس یہ لوگ خدا تعالی کی سنتوں اور انبیاء علیہم السلام کے منہاجوں سے کسقدر دور جا پڑتے ہیں۔ کوئی تیر اپنے ترکش سے نکالکر حضرت مرزا صاحب کی طرف نہیں چلاتے جو سیدنا خاتم الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سینہ میں جاکر پیوست نہ ہوجاتا ہو تاکہ ثابت ہوجائے کہ ظل اور اصل میں پوری مناسبت اور اتحاد ہے۔ امرتسری صاحب کیا اسی ضروری قرار دیتے ہیں کہ پیشگوئی اسی صورت میں پوری ہوتی کہ پیر مہر شاہ صاحب مقابلہ کرتے اور مقابلہ میں عجز اور خذلان انکو چاروں طرف سے گھیر لیتا اور دیگر کوئی صورت پیشگوئی کے پورا ہونیکی نہ تھی۔ بہت خوب تو بتاؤ کہ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ - وَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا الآیہ اور قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَالْإِنسُ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا یہ زبردست تحدیاں پیشگوئی کے رنگ میں ہیں یا نہیں اور یہ پورے معنوں میں پوری ہوئیں یا نہیں کیا کسی تاریخ اور حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی کتاب عرب کے فصحا قرآن کے مقابل بنا کر لائے۔ کیا کبھی جن وانس کی کمیٹی کہیں بیٹھی اور وہ اجتماعی شوریٰ اور طاقت سے قرآن کے مقابل کوئی سورت تیار کرکے لائے اور بالآخر مقابلہ اور موازنہ سے واضح ہوا کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ یاد رکھو مقابلہ کرکے ذلیل اور رسوا ہونا یا خود مقابلہ ہی میں نہ آکر داغ عار جبین مردی پر لگانا ایک ہی بات ہے۔ ان دونوں میں ذرا بھی فرق نہیں۔ مردی اور حمیت اور ناک بہر صورت اسکی مقتضی ہوتی ہے کہ حریف مدعی سے جو ہر طرح کی ہتک کررہا ہے مقابلہ کیا جاے۔ بااینہمہ صرف الوجوہ اگر شکست اور خذلان کی دلیل نہیں تو اور کسکی ہے۔

مباہلہ کا واقعہ بڑا عظیم الشان واقعہ ہے اور اس بات کی قوی سے قوی دلیل ہے کہ حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی حقیت اور منجانب اللہ ہونے کا کسقدر واثق یقین اور کامل شعور تھا اور آخر کار نصرانیت کی مقابل یہ فیصلہ بھی کامل دلیل ٹھہر گیا اسبات کی کہ اسلام منصور اور موید مذہب اور نصرانیت مخذول طریق تھا اور اسکے حامیوں کو آسمان سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ مگر کیا مباہلہ واقع ہوا کیا اُن نصرانیوں کا حق کی پرشوکت اور زہرہ گداز آواز سے مرعوب ہونا اور جی چھوڑ دینا ہی آخری فیصلہ اسلام کے حقمیں ٹھہر نہیں گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ امرتسری صاحب اور آپکے مثیل وہم مشرب پیشگوئی کے سائنس سے واقف نہیں۔ پیشگوئی جو ایک صادق علی بصیرۃ مدعی کی طرف سے ہوتی ہے اُسکے مُنہ سے نکلتے ہی اپنے ساتھ ساتھ ایک لشکر جرار ملائکہ اور سماوی طاقتوں کا لاتی ہے اور ادھر اُدھر اور آگے پیچھے سے ہر قسم کی رکاوٹوں اور دراندازوں کو ہٹاتی ہوئی اور پامال کرتی ہوئی سیدھی اپنی غرضوں اور ہدفوں پر جالگتی ہے۔ جسطرح بجلیاں ہوا کو صاف کرتیں اور زہریلے مواد کو جلادیتی ہیں پیشگوئی کے الفاظ جنمیں رعد وبرق کی خبر مرکب ہوتی ہے حریف کے مصنوعی زور اور قوۃ قلبی کو کچل ڈالتی ہیں۔ وہ جو پہلے اپنی قوم میں مرد کہلاتا اور لاف وطامات میں گردن بلند کرتا تھا اُس ہیبت ناک گرج کے بعد بزدل اور پورا نامرد بنجاتا ہے اور وہ جو اپنے حلقہ میں بڑا لسان منطیق اور المعی لوذعی کہلاتا تھا اُس آتشیں تلوار کی ایک ہی چمک سے اسکی زبان میں سینکڑوں پیچ پڑجاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان قرآنی تحدیوں کا اگرچہ معارضہ نہیں کیا گیا اور ممکن ہے کہ اندر ہی اندر بہتوں نے منصوبے کئے ہوں اور صادق مدعی کے دعوی کو توڑنے کی انتھک کوشش کی ہو ممکن ہے کہ نا سکھائے ہوئے دشمنوں اولادیں گذشتہ ذلتوں اور نامرادیوں کا انتقام لینے کیلئے اب بھی اندر ہی اندر ترستے ہوں مگر بااینہمہ یہ تحدیاں اسلام کی صدق پر براہین قاطعہ اور حجج ساطعہ ٹھہر گئیں۔ اسی طرح اور ٹھیک اسیطرح حضرت مرزا صاحب نے

تفسیر نویسی کی دعوت کی ساتھ تھا بالفعل یہ تحدی بھی کر دی کہ پیر مہر شاہ صاحب مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور سخت ذلت کی مار اُن پر پڑے گی۔ حضرت مرزا صاحب بشریت محض کے لحاظ سے ضعیف القوی اور محدود العلم انسان اور نیچر کے پُر زور انقلابات کے احاطہ میں اور لوگوں کیطرح محصور و محاط ہیں۔ یہ شوکت اور صولت جو اُنکے الفاظ میں ہے اور یہ غیب کی پر سطوت آواز جو اُنکے منہ سے نکلی ہے اگر کسی واسع علیم اور قادر مطلق اور مدبر متصرف ہستی کی آواز اور الفاظ نہیں تو کیوں عادتًا ان سے اُسی جنس کے رعب اور زلزلہ کی بارش برس رہی ہے جیسے اس قسم کی تحدی کرنے والی انوکھی زبان والفاظ سے واقع ہوتی رہی ہے اور کیوں اس آواز نے آتشیں گولے کیطرح حریف کا کام تمام کر دیا اور حرکت مذبوحی تک بھی تو اس سے ظاہر نہ ہوئی۔ اس موقعہ پر تو ایک مٹیریلسٹ اور فزی تھنکر بھی ٹھہر جاتا اور تذبذب میں پڑ جاتا ہے کہ اس جنس کی ایک قوم جو لامعلوم قدامت سے چلی آتی اور اسی قسم کی یکساں الفاظ بولتے اور ان تحدیوں میں ہر زمانہ میں یکساں اپنے حریفوں پر منصور و مظفر ہوتی رہی ہے اور اپنی اس فوق العادہ قدرت اور جلال کو ہمیشہ فاطر السما و ارض کی ہمہ طاقت ذات سے منسوب کرتی رہی ہے اور کبھی بھی اُسکے مخاطب اُنکی ان تحدیوں کے مقابلہ سے عہدہ برآ نہیں ہوئے اور ہر عصر میں علی اختلاف ملل و مشارب یکساں مخذول و مطرود ہوتے رہے ہیں۔ غرض اس قسم کی پر ہیبت قوم لاریب عام انسانی سطح سے بہت اونچی ہے اور انکا بیّن وجود کسی غیب الغیب وجود کی آشکار دلیل ہے۔ حاصل یہ کہ ایک دہریہ بھی کم سے کم ایسی عظیم الشان دعووں کے سُننے پر حیرت میں ضرور پڑ جاتا ہے مگر مسلمانوں کی ذریت کہلانے والے جن کے پاس نمونے موجود ہیں اور ایسے امور کو کتاب اللہ کے وجود میں تسلیم کرتے ہیں۔ اس زمانہ کے برکت وخیر اور اسوقت کے فضل و رحم حضرت مرزا صاحب کی اس تحدی اور پیشگوئی سے انکار کرتے ہیں اور ساتھ ہی دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہی نہیں۔

میں پوچھتا ہوں کیا اُن لات وعزیٰ کے حامیوں کا فرض نہ تھا جنکے معبودوں اور ہمہ قدرت معبودوں کو ذلیل اور حصب جہنم کہا گیا تھا اور اُنکے بطلان و خذلان کی یہ دلیل پیش کی گئی تھی فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ۔ پھر میں پوچھتا ہوں کیا اُن متکبر بو مبر بونکا فرض نہ تھا جنکو دل دُکھا دینے والی تعریض سے اور سینے جگر سے پار ہو جانے والے نشتر زا الفاظ میں کہا گیا اِنْ ھِیَ اِلَّا اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ۔ ہاں کیا اُنکا بڑا بھاری فرض اور اہم ترین فرض نہ تھا کہ ہر راہ سے آکر اس تحدی کا مقابلہ کرتے اور عابد و معبود دونوں ابدی عار و شنار سے بچ جاتے۔ اسیطرح اور ٹھیک اُسی نمونہ پر حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ صاحب صوفی ولی اللہ کے مقابل تحدی کی یعنی جسطرح فرقان حمید نے مشرکان عرب کو وَلَنْ تَفْعَلُوْا کہا اسیطرح حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ کو وَلَنْ تَفْعَلُوْا کہا کوئی مرد خدا ان دونوں میں کوئی ذرا سا تفاوت بھی تو بتا دے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی بھی اسیطرح حرفًا حرفًا پوری ہوئی جسطرح قرآن کریم کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور دونوں پیشگوئیوں کے ہدفوں پر یکساں بلا تفاوت موئی سکوت اور صرف الوجہ کی موت طاری ہوئی۔ بایں ہمہ کسقدر جرأت اور خدا ناترسی سے کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ ای امر تسری اور اُسکے ہم مشرب تمہاری ضمیر تمہیں اور تمہار ساتھ ہی مہر شاہ کو ملزم نہیں کرتے اور تم سب اغدا ہی اندر دست و گریباں ہو کر یہ سوال نہیں کرتے کہ کیوں پیر مہر علیشاہ صاحب نے دعوت کو قبول نہ کیا جس سے دو باتیں فورًا ثابت ہو جاتیں (۱) مستجاب الدعوات ہونا اور (۲) کلام اللہ کے معارف و حقائق کا یگانہ عارف اور اسلئے خدا تعالیٰ کا مقرب خاص ہونا۔ کیوں پہلے کٹ حجت اور بات کو ٹلا دینے والے مولویوں کی طرح پیر صاحب نے ایک صاف پاک بات کو بگاڑنے کے لئے ایک نئی راہ نکالی۔ مولوی محمد حسین صاحب اور اُنکے امثال مباحثوں میں یا اُن روحانی کشتیوں میں حضرت مرزا صاحب کے مقابل ایسی ایچا پیچی کرتے اور حیلہ و حوالہ میں کسقدر معذور بھی تھے اسلئے کہ وہ آسمان کے فرزند نہ تھے وہ تو زمین پر جھکے ہوئے اور آسمان سے کٹے ہوئے اور خالص زمین کے فرزند تھے مگر ولی اللہ پیر مہر شاہ صاحب نے کیوں ایسی بات ٹال دیا جسے خدا کی کتاب مجید نے عباد الرحمٰن اور عباد الشیطان میں فرق کا معیار ٹھہرایا ہے حق تو یہ تھا کہ اگر حضرت مرزا صاحب کی کلام میں اینچ پینچ اور تہ در تہ شرطیں بھی ہوتیں مگر کسی قرینہ سے سمجھ میں آ سکتا کہ آپ کلام اللہ کی تفسیر نویسی کو معیار حق و باطل ٹھہراتے ہیں جب بھی پیر صاحب آگے بڑھکر اسی کو پکڑتے اور پیچھا ہی نہ چھوڑتے جب تک صاف صاف منوا نہ لیتے اسلئے کہ خود اُنکے خدا تعالیٰ کا یہ ٹھہرایا ہوا معیار تھا جسکے مقرب بنکر ارشاد کی مسند پر وہ بیٹھے ہیں اور راندن مخلوق کو زمین کے تاریک گڑھوں سے نکالکر آسمان پر اُسکی طرف پہونچا رہے ہیں۔ مگر یہاں تو صاف اور واضح دعوت تھی اور منعقد کذاب بآسانی گرفتار ہو سکتا تھا پھر کس بات نے پیر صاحب کو مجبور کیا کہ اُنھوں نے ایک غیر مناسب اور قطعًا بے محل بات پیدا کرکے اُس میدان میں آنے سے اپنے تئیں بچا لیا۔ اب بتاؤ کیا پیشگوئی بڑی وضاحت کے ساتھ پوری نہیں ہو گئی اور بتاؤ کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کا استخفاف قرآن کی ویسی ہی پیشگوئیوں سے استہزا نہیں تو اور کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی غیر حاضری لاہور میں پیر صاحب کے لیئے از بس مفید تھی اور در حقیقت اگر راستی اُنکی مساعد ہوتی تو مرزا صاحب کا حضور و عدم حضور لاہور میں دونوں ہی اُنکے لیئے کار آمد تھے۔ پیر صاحب کو مباحثہ بارد دلائل کے بعد تفسیر قرآن کریم لکھنی ہی تھی۔ لفظی مباحثہ ہی تو مرزا صاحب کے نہ آنے سے ضائع گیا۔ ضائع ہوا بھی۔ ایک رنگ میں اُس قسم کی کارروائی تو پیر صاحب کر چکے ہوئے ہیں جبکہ آپ نے شمس الہدایت حضرت مرزا صاحب کی تردید میں شائع کیا۔ قیام لاہور کے اثنا میں پیر صاحب کو کیسا وسیع اور بے روک موقعہ ملا تھا

کہ آپ قرآن کریم کے کسی حصہ کی تفسیر کر کے اپنی رطب اللسانی اور عرفان عالی کا یقین ایک عالم کو دلا دیتے ۔ تفسیر نویسی کو معیار ٹھیرانے پر استہزا کرنا اور امرتسری صاحب کا توجہ ۔ یا جادہ زلف عنبریں اور چشم سرمگین کو کافی دلیل پیر صاحب کے منجانب اللہ ہونیکی ٹھیرانا خدا کے کلام کے مقرر کیے ہوئے معیار کی بیعزتی کرنا ہے یہ کسقدر غلط بات ہے کہ اولیاء اللہ تقریریں نہیں کیا کرتے وہ صرف توجہ سے کام لیا کرتے ہیں ۔ امرتسری صاحب کو معلوم نہیں کہ بسا اوقات حضرت امام الاولیاء خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم دن دن بھر کھڑے ہو کر تقریر کرتے اور ہر پیش آمدہ واقعہ پر معًا کھڑے ہو کر لوگوں کو مخاطب کرتے ۔ حضرت ابوبکر ۔ حضرت عمر ۔ حضرت عثمان ۔ حضرت علی ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین ان سب کا یہی طریق تھا کہ ہر قسم کے مشکلات کے حل کرنیکے لیے بڑی بڑی تقریریں کیا کرتے تھے تقریر تو اہل اسلام اور اولیاء اللہ کا خاصہ ہے جسمیں انکا غیر شریک نہیں چنانچہ خدا کی کتاب فرماتی ہے خلق الانسان علمه البیان ۔ یعنی انسان کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے حسن تقریر کا آپکو معجزہ عطا فرمایا اور اس صفت میں آپکو سب عالم پر ممتاز کیا ۔ اور اسلئے کہ یہ معجزہ بابرکت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ابدی اور زندہ معجزہ ہو اور زمانہ کے صفحوں پر قائم اور درخشاں رہے خدا تعالیٰ نے آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بروز اور بعثت ثانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کو ظلی طور پر وہی معجزہ عنایت کیا ۔ آپ نے زمانہ کے فصحا و بلغا کو نثر اور نظم اور بیان حقائق و معارف قرآن میں دعوت کی ۔ اور یہ دعوت اپنی ہی قوم تک محصور نہیں رکھی بلکہ اُن نصرانیوں کو بھی بلایا جو قرآن کریم پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور آخر سب کو اسطرح ساکت اور ملزم کیا جس طرح ولن تفعلوا کی پہلی آواز نے انکی منہ بند کر دیے تھے ۔

رسول اکرم صلعم کے معجزہ کے بیان کے رنگ میں حضور کے معجزہ کا اظہار ۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا پیر صاحب پہلی دفعہ بیجا شرط لگا کر اور دوسری دفعہ لاہور میں اتنے دن گنگ محض رہ کر حق بجانب ہیں اور انکی حمایت و دفاع میں کوئی حجت جو دیانت و امانت پر مبنی ہو کسی صورت میں بھی پیدا ہو سکتی ہے ؟ ۔ اسکا سچا اور صاف جواب یہی ہے کہ وہ اس ساری کارروائی میں سرتاپا ملزم ہیں ۔ اس حیلہ اور سکوت سے انھوں نے حق اللہ اور حق العباد دونو کا خون کیا ۔ اللہ تعالیٰ کا حق یہ تھا کہ وہ اپنے طریق سے خدا تعالیٰ کے کلام کے اُس پُر شوکت اور علم غیب پر مشتمل معیار لا یمسہ الا المطھرون کی عزت اور تعظیم کرتے اور ایمانداری اور فراخ حوصلگی سے لوگوں کو موقعہ دیتے کہ وہ اس معیار کی ابدی صداقت کو دیکھ لیتے خواہ آخر کار نتیجہ متخاصمین سے کسی کے حق میں ہوتا ۔ حق العباد پر انھوں نے یہ ظلم کیا کہ انکی امیدوں اور لمبی انتظاروں پر پانی پھیر دیا ۔ اب جسقدر لوگ اُنکی جنبہ داری کرتے ہیں کورانہ تقلید یا حضرت اقدس سے بغض رکھنے کے سبب کرتے ہیں ۔ کوئی بین شہادت اُنکے ہاتھ میں نہیں جو مشعل کیطرح پیر صاحب کی راستی صدق اُنھیں دکھا سکے ۔ ایک عالم دشمن و دوست دیکھ چکا تجربہ کر چکا اور سُن چکا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب اُن تمام امور میں چمکتے ہوئے الماس ثابت ہو چکے ہیں اور بارہا ہو چکے ہیں جو اُنکے اسی بلند اور مقدس دعوے کے شایان شان ہیں ۔ لاہور میں منشی پیراں بخش صاحب کی کوٹھی میں آپ ایک دفعہ کئی گھنٹہ تک پُر معارف تقریر کر چکے ہیں اور حضار کو یقین دلا چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے اُنکو قلم اور لسان دونوں یکساں ملے ہیں ۔ جلسہ مذاہب میں آپکی تحریر تمام مضامین پر بالا رہکر اور حسب آپکی پیشگوئی کے جو ایک عرصہ قبل از انعقاد جلسہ کی گئی تھی بالا رہکر سب لوگوں کو منوا کر رہی کہ آپکا کلام لاریب آسمانی قدرت اور الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے ۔ آپکی فصاحت و بلاغت سے لبالب کتابیں جو متواتر عربی زبان میں لکھی گئی ہیں عارفان با مذاق کو عرب عربا کا عہد سعادت مہد یاد دلا چکی ہیں ۔ چنانچہ چند دن ہوئے ہیں تبلیغ نکلی ہے جسکا ترجمہ میں نے کیا تھا اسکی نسبت حیدر آباد دکن سے ایک نکتہ دان فاضل عرب نے لکھا کہ تبلیغ کو پڑھکر مجھے ایسا تو اجد ہوا کہ جیسمیں آیا کہ سر کے بل رقص کرتا ہوا قادیان تک آؤں ۔ غرض حضرت مرزا صاحب کی تحریر و تقریر دونوں قلوب پر لازوال سکہ بٹھا چکی

ہیں اور تلخ سے تلخ دشمن بھی اعتراف کر رہے ہیں کہ آپ واقعی سلطان القلم ہیں ۔ اب میں پوچھتا ہوں کیا یہ ملاحظات تقاضا نہیں کرتے تھے کہ پیر صاحب پے درپے دھڑلے کی تقریریں کرتے اور لوگوں کو یقین دلا دیتے کہ وہ واقعی اپنے کام اور کلام سے زمانہ کی ضروریات کو پورا کر سکنے والے اور ایک مشہور مدعی سے افضل یا اقلًا ہم پلہ ہیں اور وہ یگانہ خصوصیتیں جو اس مدعی کی مایہ ناز ہیں اور جنھیں ہاتھوں پر اٹھا کر وہ ایک عالم پر سرمباہات بلند کر رہا ہے پیر صاحب کی اس کارروائی سے مشترک اور آخر کار معمولی اور لغو ٹھہر جاتیں ۔ سکوت پیر صاحب کا اُسوقت قابل عذر تھا کہ نہ تقریر کیلیے کوئی اُسوہ قرن اول اور سلف صالحین میں ہوتا اور نہ طبائع میں پرزور فطری میلان اسکی طرف ہوتا ۔ بڑے بڑے خدا ترس درویشوں نے جنھوں نے دنیا میں اسلام کی تبلیغ کی خدا کی معارف کی تقریروں سے غیر قوموں کو شیدا و والہ بنایا اور اُس مقدس وادی میں ابتک اُنکے زندہ آثار موجود ہیں ۔ امرتسری صاحب کس قدر ناانصافی اور حق پوشی کی راہ سے کہتے ہیں کہ پیر صاحب نے توجہ سے کام لیا اُنکو تقریر کی حاجت ہی کیا تھی در اصل ہر ایک ذی فہم زیرک سمجھ سکتا ہے کہ وہ اُس کچی دیوار کو بہا لیجانیوالی پرزور رَو کے مقابل اس عذر خام سے پشتہ لگاتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ سب طبائع اُن ہی کے جیسے محمر نہیں کی گئیں بہت جلد زمانہ کے پر تلاطم موجوں کے تھپیڑوں سے یہ پشتہ ٹوٹ جائیگا اور دیوار اور صاحب دیوار بنیان کے خوں آشام موجوں کا طعمہ بنجائیں گے ۔

اب میں امرتسری صاحب کی خدمت میں ایک دفعہ عرض کرتا ہوں ۔ اگر وہ واقعی حق طلب ہیں اور تعصب کا جن اُنکے سر پر سوار نہیں تو ایمانداری سے اسکا جواب دینگے اور کوئی تصنع تقیہ نہیں کرینگے خواہ اُنھیں ضد و تعصب سے مانی ہو کی طرف چھوڑنی ہی پڑے ۔ سنئے لاہور میں عام لوگوں نے بلکہ خود پیر صاحب کے مخلص مریدوں نے بار بار اصرار اور الحاح سے اُنکی خدمت میں گذارش کی کہ آپ تقریر کریں اور اس عجیب خدا داد موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں مگر پیر صاحب نے نہ مانا ۔ منشی نظام الدین صاحب فنانشل سکرٹری انجمن حمایت اسلام ۔

منشی الہ بخش صاحب - غلام محمد صاحب مرید خاص پیر صاحب۔ حکیم محمد یسین صاحب۔ ان سب لوگوں نے جو معزز عہدوں پر ممتاز اور صاحب فہم ہیں منشی غلام محمد صاحب مرید خاص کی معرفت تحریری عرضی پیر صاحب کی خدمت میں بھیجی - ملک محمد دین کتب فروش نے پیر صاحب کی طرف سے جواب لکھا کہ ان سب لوگونکو لیکر حاضر ہو جاؤ پیر صاحب سب کی تسلی کر دینگے - سائلین اس نامراد اور قطعاً بیجا جواب سے مایوس ہوگئے مگر منشی نظام الدین صاحب پیر صاحب کے پاس گئے - اور بڑی شد و مد سے ظاہر کیا کہ آپکو پبلک جلسہ کرکے ضرور تقریر کرنی چاہئے اور مصلحت اور امیدیں اس امر کی مقتضی ہیں کہ آپ ضرور کچھ فرمائیں اور اس جلسہ کے اخراجات کے متکفل ہم ہونگے مگر باوجود اسکے پیر صاحب نے ایک ہی لا کا زبان میمنت نشان پر جاری رکھا اور فرمایا میری آواز دھیمی ہے میں ممبر پر کھڑا ہو کر تقریر کرنیکے قابل نہیں - اسپر بھی لوگ اصرار کرتے رہے اور آپ کے حاضرین مرید اصرار کرنیوالوں سے دل و زبان سے متفق تھے - پھر شاہی مسجد میں بھی پیر صاحب کے آگے لوگوں نے ہاتھ جوڑے مگر آپنے نقاب سے منہ باہر کرنا گوارا نہ کیا اسلئے کہ دلی شعور انکو یقین دلاتا تھا کہ سخن گفت و دشمن بدانست و دوست - کہ در مصر ناداں تر از وی ہم اوست -

اب میں امرتسری صاحب سے اگر کچھ بھی دیانت انمیں ہے پوچھتا ہوں کہ کیا لوگوں نے توجہ پر اکتفا کیا اور انکی روحوں میں وہ سچا میلان تقریر سننے کا پیدا نہ ہوا جو بمقتضائے قانون فطرت انسان کے اندر ودیعت کیا گیا ہے سچی یہ بات کہ ایسی نامرادی اور خذلان اور صاف فرار دیکھکر اور الٰہی نسبتوں سے قطعاً مہجور پاکر بھی کیوں لوگ پیر صاحب کے پیچھے چلتے رہے اور بعض لوگ ابتک انکا ساتھ دے رہے ہیں - یہ بات خداتعالی کے سنن اور ابتلاؤں اور امتحانوں کے اسرار سے ہے اسلئے کہ ایک عرصہ تک ناراستی کا حامی اور راستی کا مؤید دونو آزمائے جائیں اور آخر راستی سے طبعاً بغض رکھنے والے نکسی دلیل و بینہ سے اپنی کجی فطرۃ کے سبب سے ممیز ہوجائیں یاد رکھو تھوڑے عرصہ تک بغض و تعصب کی کالی گھٹا محیط رہکر لوگونکو قمر اسلام کے دیکھنے سے روک رکھیگی مگر آخر مقدر ہے کہ یہ مکدر جو صاف ہو جاویگی اور راستی اپنی سچی آب و تاب کے ساتھ نظر آجاویگی - امرتسری صاحب خوب غور کریں اور ایک جہان بفضل خدا عنقریب سمجھ لے گا کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کہ وہ میرے مقابل کچھ بھی نہ لکھ سکیگا بڑی صفائی سے پوری ہوگئی - اور لاہور میں رہکر انکا اخرس ابکم ہو جانا اس ذوالجلال خدا کے ان کے منہ پر مہر لگانے کی وجہ سے تھا جس نے

اس برگزیدہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی سے اپنا جلال ظاہر کرنیکے لئے یہ پیشگوئی کروائی تھی کہ پیر مہر شاہ اُن کے مقابل کچھ بھی نہ لکھ سکے گا - خداتعالی نے ہمیشہ اپنی مستمرہ سنت اسیطرح دکھائی ہے کہ اپنی مامورین کی تحدیوں کے مقابل معاندین کے منہ پھیر دئے ہیں اور باوجود طرح طرح کی تحریکات کے اُن کے مفاصل کے پیچ نکوکس لیا کہ برگزیدوں کے سامنے انکی انمیں حرکت ہی نہ رکھی اسلئے کہ روبرو ہوکر بھی ضروری تھا کہ وہ بیداد گر دشمن ذلیل اور رسوا ہوتے مگر دارالامتحان اور دار ایمان بالغیب علانیہ دارالشہود بنجاتا اور یوں پاک طبع دانشمند شناخت کرنیوالوں اور بہائم فطرۃ عوام میں بلحاظ تسلیم واعتراف امور حق کی کوئی مابہ الامتیاز نہ رہجاتا قرآن کریم سے اور گذشتہ انبیاء کی سنن سے ایسا ہی پایا جاتا ہے اب بتاؤ کیا اس سے بہتر ضروری نہ تھا کہ حضرت اقدس **امام الزمان** مرزا صاحب کی پیشگوئی اسیطرح پوری ہوتی سو وہ خدا کے فضل سے پوری ہوئی اور ہر طرح پوری ہوئی - *

میں اس مقام تک پہونچا تھا جو **چودھویں صدی** کا پرچہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء مجھے ملا - اسمیں مضمون - "مرزا قادیانی اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب" پڑھکر مجھے وہی تعجب اور رنج ہوا جو ان ستمگر معتدی مخالفونکی تحریر دیکھنے سے ہوا کرتا ہے جو اسلام اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات اور ذاتیات پر حملہ کرنیکی غرض سے شائع ہوتی رہتی ہیں - مجھے دلی تاسف اور جان گزا اندوہ سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ میں گجرات کے مدرس کی فطرت میں اور **پیسہ** کلکتہ کے اڈیٹر کی فطرت میں کچھ بھی تفریق نہ کرسکا - مجھے جب سے خداتعالی کی کتاب مجید کو سمجھنے اور جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی ضرورت اور آپکی کارگزاریوں کے فہم کا ملکہ بخشا گیا ہے سخت افسوس اور دلی رنج ہی کہ میں نے علی الاتصال ظالم اور معتدی پایا ان معترضونکو جو قرآن کریم کی تعلیم اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف پر نکتہ چینی کرتے ہیں - میں ان نکتہ چینیوں میں ہمیشہ دو صاف ظلم پاتا ہوں (۱) عمداً اخفاء حق کرنا اور (۲) جہالت سے کارروائی کرنا - پہلی شق کی توضیح یہ ہے کہ انھوں نے ہمارے نبی کریم صلعم کی لائف کے اس حصہ پر اور فرقان حمید کی اس تعلیم پر اعتراض کئے ہیں اور شد و مد سے کئے ہیں جو انکی مسلمہ مقبولہ کتابوں میں موجود اور ان صحیفونکے لانے والوں کی پاک زندگی کا طریق عمل رہی - اور وہ طرز زندگی انکی زرین زندگی اور قابل فخر زندگی تھی جسپر قدم مارکر آسمانی نصرتیں اور خداتعالی کی تائیدیں انکے شامل حال ہوئیں اور انکے دعووں کے نہ ماننے والے اور ان سے مقابلہ کرنیوالے کاٹ ڈالے گئے اور وہ وہ تعلیم اور وہ طریق عمل ہے جسکی تائید میں قانون قدرتیں صاف صاف شہادتیں پائی جاتی ہیں دوسرا ظلم یہ ہے کہ وہ ان حقیقی راہوں سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہی نہیں یا سادگی سے ناواقف ہیں جو قرآن کریم کے حقائق معارف اور مہبط قرآن کی ذات کے شناخت کیلئے ازبس ضروری ہیں - یہی حال اس گجراتی مدرس معترض کا ہی جو انقلاب قسمت یا شقاوۃ ازل کے وبا دستے گجرات کو تاریک کی شکل میں مقلوب کرکے اپنے بہروپ کا پردہ فاش کرنا نہیں چاہتا - میں بہت خوش ہوتا اگر اسکے اعتراضونمیں کچھ بھی بو انصاف اور خدا ترسی کی آتی - میں ایک شخص ہوں جو خدا کیلئے اور خدا میں ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ میں محض راستی کی محبت اور ابتغاء وجہ اللہ کی غرض سے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا ہوں اور میری روح مجھے یقین دلاتی ہے کہ میں اس دعوی میں علی وجہ البصیرت صادق ہوں کہ اگر مجھے بیت اللہ میں ایک عظیم الشان مجمع کے روبرو کھڑا کرکے رب عرش عظیم کی بہیبت قسم دلائی جائے تو بھی میں بلند آواز سے کہونگا کہ میں نے دس برس کے رات دن کے تجربہ اور مشاہدہ اور گہری اور زنی اور پیروی واقفیت سے حضرت مرزا صاحب کو ویسا ہی راستباز اور صادق منجانب اللہ پایا ہے جسطرح اور جس تجربہ سے اور راتدن کی گفتار و کردار کے مشاہدہ سے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو صادق اور رسول اللہ پایا اور سمجھا اور پھر اس استقامت میں ذرا بھی تزلزل نہ آیا - شروع دعوی میں کوئی نشان نہ تھا - کوئی حیرت میں ڈالنے والی تعلیم نہ تھی - اور عقل و فطرۃ کو سجدہ میں گرا دینے والی قرآن عظیم کی کوئی پر فصاحت سورہ نازل ہو چکی اور پڑھی جا چکی نہ تھی جب راہ ہی میں سنکر امام الصادقین والصدیقین مرسل اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کر اٹھا اسلام ساز کی کلید بجز اسکے اور کیا ہے کہ ابوبکر صدیق کو راتدن کی صحبت کی سبب سے حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک ایک ادا صدق و حق کی سمجھ میں آگئی تھی - اسیطرح میں کہونگا کہ میں نے خلا میں ملا میں گفتار میں کردار میں تحریر میں تقریر میں غرض ہر حال میں دس برس کے دراز اور گہرے تجربہ سے حضرت مرزا صاحب کو صادق اور مستحق ان دعووں کا پایا جو وہ کرتے ہیں اور محض اللہ تعالی کی رضا جوئی کیلئے انکی خدمت میں بیٹھا ہوں - پھر میں کہتا ہوں کہ میں ہر بات کو خدا کیلئے سنتا ہوں اور اللہ تعالی کیلئے نکتہ چینیوں کے اعتراض میں غور کرتا ہوں اور کوئی تعصب مجھے مجبور نہیں کرتا کہ میں باہر کے آوازوں کی طرف بہرے کان کر دوں - مگر افسوس ہر ایک مستعجل معترض میں عادۃً دو صنع ظلم پاکر یقین اور بصیرت میں کلام کھوٹی شان

(جاری) [illegible]

---

* چودھویں صدی کے جواب میں جو حصہ ہے وہ کم از کم تین مرتبہ پڑھا جاوے ہم بیعتی لوگوں کو شعاعی اور تاریک (ظلمت زمانی) کے فرزند کیلئے نور - ایڈیٹر

نمایاں ترقی کرتا ہوں کہ لاریب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح اور مہدی ہیں جو خدا تعالیٰ کے کل راستبازوں کی زبان پر اور آخری زمانہ میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر موعود ہوئے ہیں۔

افسوس ظلم اور اعتساف میں اس معترض کو اُسکے گزشتہ بزرگوں سے جو اس نادر فن میں زندہ نشان چھوڑ گئے ہیں بہت بڑھکر حصہ پایا ہے۔ خدا ترسی اور تقویٰ اس امر کو چاہتا تھا کہ اعتراض کرنے سے پہلے معترض صاحب دھیان کرتے کہ اُنکے یہی چھوڑے ہوئے تیر کہیں قرآن کے نازک ورقوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کو تو نہ چھید ڈالیں گے۔ اور حق تھا کہ کچھ عرصہ تو ایسے شخص کی صحبت میں رہکر حسن ظن اور صبر سے اُسکو حالات کو دیکھتے اور اس کے مختلف متعلقات سے اندازہ لگاتے اتنا بڑا دعوی یعنی زمانہ کا مسیح و مصلح ہونا خدا تعالیٰ کا مرسل و مامور ہونا۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بروزوں محمد و احمد کا جامع اور محل ہونا۔ آدم کہلانا۔ نوح کہلانا۔ ابراہیم کہلانا۔ موسیٰ کہلانا یوسف کہلانا۔ عیسیٰ کہلانا۔ اور بالآخر محمد و احمد کہلانا۔ غرض اتنا بڑا دعوی کیا ایک اہل دل خدا ترس کے کانوں میں پڑکر کم سے کم اُسے توقف کرجانے اور ماننا نہ سہی مگر غور کرنے پر بھی آمادہ نہیں کرتا۔؟

پھر دس سال کی پوری استقامت کے ساتھ جسمیں زمانہ کے اقسام اقسام کے انقلابات اور طرح طرح کی تزلزل و ترغیب سے ذرا بھی جنبش نہیں آئی۔ رسول کریم صلعم کی طرح آفتاب و ماہتاب کا اسکے دائیں بائیں ہاتھ میں رکھا جانا اس پر زور آواز کو ایک لحظہ کیلئے بھی پست نہیں کرسکا۔ بیشمار کتابیں عربی میں فارسی میں اردو میں انگریزی میں اور ہزارہا اشتہارات دعووں اور دلائل پر لکھے گئے۔ دنیا کے سلاطین کو۔ قیصرہ ہند کو۔ نواب و رؤسا کو۔ ہر مذہب و ملت کو ہر طبقہ کے لوگوں کو۔ بڑی قوت سے یہ دعوت پہنچائی گئی پھر تیس ہزار آدمیوں سے زیادہ کا اس دعوت کو قبول کرنا اور جان سے مال سے عزت سے آبرو سے اسکی وہی عزت اور حمایت و تائید کرنا جو صحابہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ظاہر کی اور بعض خدا شناس اور زندہ دل رئیسوں کا شوشو روپیہ ماہوار بالتعین دینا اور بعض کا یکمشت ہزاروں تک نثار کردینا اور سیکڑوں کا دائما برابر رقمیں معین طور پر ارسال کرتے رہنا۔ اور پھر فضلا اور علما اور زہاد اور اتقیا کا اس سلسلہ میں داخل ہونا بڑے بڑے اکابر و مشائخ کا تسلیم کرنا الغرض یہ سارے نشان جو پہلے راستبازوں کی مانند نشان ہیں اور اتنا بڑا دعوی کیا حق نہیں رکھتا اور ایک طالب حق کے دل میں اتنا بھی میلان پیدا نہیں کرسکتا کہ وہ ایک عرصہ ایسے شخص کی صحبت میں رہنا اختیار کرے۔ خود دیکھے۔ خود پرکھے خود چکھے۔ اور شنید پر انحصار نہ رکھے۔

معترض نے (جس ظلم سے اپنا نام مبصر رکھا ہی) تمہید میں ایمان اور ضمیر کے خلاف یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ ہم دونوں بزرگوں میں سے نہ کسی کے مرید ہیں نہ کسی کے طرفدار کہ ہم اس بارہ میں کچھ لکھنے کی کوشش کرتے اب دوستوں کے مجبور کرنے پر چند کلمات جو ہمارے نزدیک راست ہیں بطور رای پبلک کے سامنے پیش کرتے ہیں (یہ اوپر کے خط میری کھینچے ہوئے ہیں اس لئے کہ خدا ترس دانشمند غور کریں کہ ذو وجہین معترض نے ان باتوں کا اپنے مضمون میں کہانتک پاس کیا ہے) مگر ان دو چار سطروں کے بعد فوراً قلبی عناد اور بغض اور حسد کی وہ زہراگلی ہے جو صاف صاف بتاتی ہے کہ ایک دیرینہ حاسد کی تحریر ہے جو مدتوں سے کڑھتا اور دُکھتا اور سر دُھنتا اور اس پاک سلسلہ کی ترقی اور عظمت کو دیکھ دیکھ کر ڈاہ کے مہلک روگ میں گرفتار ہے اور بارہا اس سے پہلے اس پرچہ میں اپنی اندرونی زہر وں کو اُگل چکا ہی اور اب بھی مقتضائے طبیعت کی وجہ سے مہر علیشاہ کے واقعہ کو ایک تقریب بناکر دلکی بھڑاس نکالنے کا موقعہ پایا ہے

نارجگ صاحب سُنیئے اور متوجہ ہوکر سُنیئے صفائی بیان اور توضیح مطلب کیلئے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ قولہ اقول میں اس مضمون کو تقسیم کیا جائے۔

قولہ مرزا صاحب کی مالی حالت جو ابتدا میں سُنی جاتی تھی اور جس افلاس میں وہ جکڑے ہوئے تھے وہ اکثر احباب و اہل اسلام سے پوشیدہ نہیں۔

اقول مرزا صاحب ابتدا میں اُسیطرح مال وزر کے لحاظ سے ناتوان اور مسکین تھے جسطرح عبد اللہ کا بیٹا اور آمنہ کا جایا تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) جسکی نسبت کتاب اللہ نے بڑے فخر سے شہادت دی ہے **وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ** اب بتائے اس سے مرزا صاحب کی کونسی کسر شان اور انکے آئندہ دعووں کی ہتک لازم آئی۔ کیا ضروری نہیں کہ خدا تعالیٰ کا ہر ایک برگزیدہ ابتدا میں پوری معنوں میں ناتوان ہو اور اُس ناتوانی کی حالت میں آئندہ آنیوالی عظیم الشان حالت کی نسبت پیشگوئیاں اُسکے منہ سے نکلیں اور رفتہ رفتہ پوری ہوکر خدا تعالیٰ کی ہستی کی علامت اور اُسکے منجانب اللہ ہونیکا نشان ٹھہر جائیں یہی سنت کے موافق خدا کے برگزیدہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک زمانہ میں اپنے پہلے نمونوں کے طرز پر مالی حالت میں سخت کمزور اور کس مپرس تھے اسی عرصہ میں خدا تعالیٰ کیطرف سے آپکو الہام ہوا **أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ** یہ الہام آج سے تیس سال کی مدت کا ہے پاک اور علوم غیب بلکہ حضرت مرزا صاحب کی آئندہ کی ساری زندگی پر مشتمل الہام اُسدن سے آپکی انگشتری میں کندہ ہے۔ اس الہام کو اُسی دنوں سے قادیان کے متعصب آریے گواہ اول اور شرمپت اور بشنداس جانتے ہیں۔ اگر کوئی اور دلیل حضرت مرزا صاحب کے صدق پر نہ بھی ہوتی جب بھی یہ پرزور الہام کافی گواہی تھی۔ اس پیشگوئی نے اپنا کام کس حیرت انگیز طریق سے کیا اور اس لمبی رفتار میں کیا کیا کرشمے دکھائے۔ مہجور و متروک مرزا غلام احمد قوموں کے مرجع و مآب اور ملجا و ماوای بنگئے۔ ہزاروں لاکھوں نے انھیں شناخت کیا اور بیشمار راستبازوں نے آپکو قبول کیا۔ تاجروں۔ ملازموں۔ حرفے والوں۔ اور زمانہ کے تعلیم یافتوں کی عدد کثیر نے اپنے اندوختے آپکے پاؤں میں لاکر اسیطرح رکھدئے جسطرح جیش العسرت کیوقت حضرت ذی النورین نے اپنا سب کچھ اپنے آقا کی خدمت میں حاضر کردیا تھا۔ براہین احمدیہ میں آجسے بیس سال کا یہ الہام موجود ہے **كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ** ۔ اور **فَحَانَ أَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَيْنَ النَّاسِ** ۔ یعنی وقت آتا ہے کہ تیری مدد کی جاویگی اور تو لوگوں میں معروف ہوگا یعنی قومیں تجھے شناخت کرینگی۔ یہ الہامات اور اس قسم کے بہت سے الہامات جو **براہین احمدیہ** میں ایک دراز عرصہ کے بعد خدا تعالیٰ کی قوتوں اور قوت نمائیوں سے اس زمانہ میں اگر پورے ہوئے اُسیطرح جسطرح مکی آیات کی پیشگوئیاں ایک دراز عرصہ کے بعد پوری ہوئیں کوئی وجہ نہیں کہ قرآن کریم کی مکی اور مدنی آیات یا رسول کریم کی مکی اور مدنی زندگی کی تقسیم کی اسرار کو جاننے والے کیوں **براہین احمدیہ** کی لگاتار **الہاموں** میں اسیطرح غور و تدبر نہ کریں جسطرح مکی آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آئندہ کی بلکہ قیامت تک کی زندگی کی پیشگوئیاں ہیں اور مدینہ میں جاکر ایکدم سے بعد اُنکے ظہور کا سلسلہ شروع ہوا اسیطرح براہین احمدیہ کے الہامات ہیں جو پوری مطابقت اور مشابہت سے آج خدا تعالیٰ کے فضل سے پورے ہو رہے ہیں۔ میں خدا ترس تقویٰ شعار لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ براہین احمدیہ کو ضرور غور سے پڑھیں اور اُسکو تدبر اور روشنی میں پڑھیں جسطرح فرقان حمید کی مکی سورتوں کو پڑھتے ہیں اور دیکھتے جائیں کہ کسطرح وہ ساری باتیں کچھ تو پوری ہوچکی ہیں اور بعض کے پورا ہونیکی ہوائیں چل رہی ہیں۔ اگرچہ جلد باز ناعاقبت اندیش ابا اور استکبار کی

پرانی راہ پر چلکر قبول حق سے اعراض کر چکے ہیں تو اب وہ اس منہاج پر چلنے کیلئے خدا سے توفیق مانگیں۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ میں غور کرو اگر اس الہام نے ملہم کو وہی تسلّی نہیں دی جو اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی نے جناب موسیٰ اور ہارونکو دی تھی اور اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ نے پرفتن دور کے آغاز ہی میں جناب رسول کریم کو دی تھی تو پھر کس جرأت اور شعور نے حضرت مرزا صاحبکو ترغیب دی کہ آپ نے معاً اس بشارت کو نگینہ میں کندہ کرا لیا اور ان زرین لفظوں کی انتظار میں رہے یہانتک کہ خدا کا وعدہ حرفاً حرفاً پورا ہوگیا اسیطرح اللہ تعالے نے کافٍ کے لفظ سے جسطرح حضرت مرزا صاحب کو یہ تسلّی دی کہ میں تیری مہمات کا جو وقتاً فوقتاً تجھے پیش آئینگی متکفل ہونگا اسکی ضمن میں یہ بھی بتایا کہ تیری جان اور آبرو اور مال پر بہت سے خطرناک حملے ہونگے اور میں تجھے اپنی الوہیت کے اقتدار سے بچاؤنگا۔ اسیطرح جسطرح وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کی دھمکیوں کی خبر دیکر جو لوگوں کی طرف سے مقدر تھیں معاً حفظ و عصمت کی بشارت دی۔ اب اس پاک بشارۃ کے بعد کیا ضروری نہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب غنی ہو جاتے اور اس زمانہ کی غنیمت اور فتح آپکے پاؤں میں جمع ہوتیں۔ راستی چاہتی تھی کہ آپ پہلے بے زر اور نادار ہوتے اور پھر ایک مدت کے بعد خدا تعالے کے تکفل سے غنی ہو جاتے سو ایسا ہی ہوا۔ افسوس اسپر ایک مسلمانوں کی ذریت کہلانیوالا اعتراض کرتا ہے کہ کیوں حضرت مرزا صاحب پہلے مالی حالت میں کمزور تھے۔ لیکن وہ یہ بتائے کہ کیا وہ ایمان لے آتا یا اقلاً اعتراض نہ کرتا اگر حضرت مرزا صاحب متمول با ثروت ہوتے۔ مگر غریب تھے کہ اسوقت وہ چلاکر بول اٹھتا کہ مرزا صاحب اپنی دولت اور جاہ اور تمول اور دنیوی شوکت کی پشت و پناہ سے زمانہ میں کامیابی حاصل کر رہے ہیں جیسے وہ اسوقت تنگ ظرفی یا سنت انبیا کی ناواقفیت سے خدام کی امداد سے مالدار ہو جانیکو آپکے مورد طعن ٹھہرا رہا ہے اسوقت آپکا ذاتی تمول اسکے اعتراض کا ہدف بنتا۔ افسوس یہ ساری باتیں اس سے پیدا ہوئی ہیں کہ قوم نے کتاب مجید کو پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور منہاج نبوت سے سخت روگردانی کر لی ہے۔ کچھ تو یہود کیطرح آپس کے حسد اور بغض اور لفظی الجھیڑوں میں رات دن گرفتار ہیں۔ چنانچہ کل ہی حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں مولوی تلطف حسین دہلوی شاگرد خاص اور منظور نظر شیخ الکل فی الکل علی الکل نذیر حسین

(حاشیہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برعکس محمد احمد کی ابتدائی زندگی کا مقابلہ)

دہلوی کیطرف سے ایک خط آیا کہ دہلی میں فتنہ کی ایک آگ لگ رہی ہے اور نزاع دور تک پہونچگئی ہے اور نزاع یہ ہے کہ آیا مردہ عورت کے سر پر جو چھپٹیوں کا جوڑا بنایا جاتا ہے اور اس صورت میں قبرستان کی طرف لیجائی جاتی ہے یہ جائز ہے یا ناجائز۔ اور ہمارے مولوی صاحب سے اس مسئلہ میں استمداد کی ہے۔ اسی طرح بعض شہر و ممتن آمین بالجہر اور فقاد احد قرارۃ خلف الامام کے جھگڑے و بحثیں مثلاً اور عدالتوں تک مقدمات لیجا رہے ہیں۔ اور کچھ صدر فتنوں کی طرح ایک غلط کار مضل مقلد یورپ مصنوعی ریفارمر کی پیروی کی سبب سے خدا تعالی کی شرایع۔ وحی۔ الہام۔ مکاشفہ۔ رویا دعا اور ان تمام امور حقہ سے منکر ہو گئے ہیں جو اسلام کا یگانہ خاصہ اور مایۂ ناز ہیں ایسی حالت میں کس طرح توقع نہ ہوتی کہ اسطریق کا انکار نہ کیا جاؤ بگا جو اس آخر کا زمانہ میں اُسی منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

قولہ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے قریب میں آگ جو غضب ڈھایا چار متواتر آرٹیکل اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھے جو نہایت طول طویل تھے اور جنمیں ایڑی چوٹی ناخنوں تک زور لگایا کہ یہ شخص اولیاء اللہ ہے غوث ہے۔ قطب ہے۔ وغیرہ وغیرہ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب جو فرش زمین پر جوتیاں رگڑتے تھے عرش بریں کی سیر کرنے لگے۔

اقول اے دانشمند دیکھ تیری منطق تجھے کہاں لے جاتی اور تیرا ڈاہ تجھے کس کنوئیں میں جھکا رہا ہے مولوی محمد حسین کیا اور براہین احمدیہ پر اُسکا ریویو کیا اُس ریویو کو تو چند شخصوں کے سوا کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ براہین احمدیہ اپنی جلالی خوبیوں اور ذاتی کمالات کی سبب سے زمانہ میں پھیلی اور اُس پرانے زمانہ سے اب تک ہندوستان کے دور دست کناروں سے اسکی طلب میں متواتر خطوط آتے ہیں۔ مولوی بٹالوی کی خوش قسمتی تھی کہ اُسے اس مبارک کتاب کا ایک ادنا خادم بننے کا شرف حاصل ہوا تھا اور اُسکی بڑی خوش قسمتی ہوتی جو اپنی ہی مُنہ کی باتوں پر استقامت اختیار کرتا اور دنیا کی غرضیں عادتاً اُسے ٹیڑھی راہ پر نہ لیجاتیں۔ اگر مولوی محمد حسین نے پہلے قریب میں آکر ریویو لکھا اور اس ریویو کیوجہ سے حضرت مرزا صاحبکی شہرت ہوئی تو کیا ہوا تھیں آکر اسی مولوی محمد حسین نے حضرت مرزا صاحب کی تکفیر اور تفسیق اور تذلیل میں کوئی کمی کی۔ اس نے تکفیر کا فتوی شیخ الکل کے نام سے تیار کیا اور شیخ الکل کی بزرگی اور رمانی ہوئی شہرت نے اُسے یقین دلایا کہ اب زمانہ کے صفحوں سے اس پاک سلسلہ کا نام

و نشان مٹا دیگا۔ اس تکبر اور نقوی کے جوش میں تو تکفیر کے فتوی میں یہ فقرہ لکھا کہ ہم نے ہی اس شخص کو اونچا کیا تھا اور ہم ہی اب اسے گرا دینگا غلط اس نامہ اعمال کو سیاہ کرتا تھوہمیں لیکر وہ شہر بشہر پھرا قوم کے مشہور علماء نے اسپر اپنی طرف سے قوم کو بیزار کرنیوالے الفاظ بھی لکھے اور مہریں بھی کیں۔ حضرت مرزا صاحب کے اصول اور تعلیمات کو ایسی بُری بُرے اور محرف پیرایہ میں قوم کے آگے پیش کیا کہ یہود کے کان بھی کتر ڈالے۔ اس فتوی تکفیر کی شہرت اس قدر ہوئی کہ ہندوستان اور پنجاب کا کوئی قطعہ ایسا نہ رہا جسمیں یہ بھیانک آواز نہ پہونچی ہو اگر وہ گمنام اور بیہودہ ریویو حضرت مرزا صاحب کی عظمت اور شہرت کا باعث تھا تو ضروری تھا کہ اُسی مستقل آدمی کا فتوی تکفیر مرزا صاحب کے دعوؤں کا استیصال کر دیتا۔ جسقدر زور و شور سے حضرت مرزا صاحب کی تکفیر ہوئی ہے اور جسقدر قوتیں کے ساتھ آپکے تباہ کرنیکے منصوبے باندھے گئے ہیں مقدس تاریخیں اسکی کوئی نظیر پائی نہیں جاتی۔ یہی مولوی بٹالوی چلا چلا کر گورنمنٹ کو ہدایت کرتا رہا کہ یہ شخص (حضرت مرزا صاحب) گورنمنٹ کے حقمیں بڑا خطرناک ہے اور اسکے دعوی پولیٹیکلی سخت اندیشہ ناک ہیں اور یہ سلطنت کا دعوی کرتا ہے اور مرزا صاحب کی نسبت بدسگالیوں اور چالبازیوں میں سیکڑوں راتوں کو دن کر دیا مگر خدا تعالے کی لگائی ہوئے پیڑ کی ایک شاخ بھی نہ توڑ سکا۔ اور یہ سب کچھ اسلئے ہوا کہ خدا تعالی کے مُنہ کی باتیں پوری ہوں جو براہین احمدیہ میں ان فتنوں سے سالہا سال پہلے لکھی گئی تھیں تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا كَانَ لَهٗ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْهَا اِلَّا خَآئِفًا یعنی پرغضب و مشتعل آدمی کے ہاتھ کٹ جائیں اور وہ ناکام ہو جائے اُسکے ہاتھوں نے کیسی بری کارروائی کی کہ خدا کے مرسل اور جری پر تکفیر کا فتوی لگایا۔ اُسے مناسب یہ تھا کہ ڈرتا ڈرتا اس کام میں ہاتھ ڈالتا۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ بدقسمت نیچری یا میٹیریلیسٹ خدا تعالی کو مدبر بالارادہ اور ہر آنمیں ذرات کائنات پر متصرف اور اپنی مشیئتوں اور ارادوں کی موافق ہر آنمیں قانون قدرت کا چلانیوالا نہیں مانتے۔ ہندوستان کے جاہل بھیا توجیوں کی طرح خدا تعالی کو اتفاق سے ایک مادہ پاکر اور اُسے جوڑ جاڑ کر عالم کو بنانیوالا اور پھر ہاتھ دھر کر معطل بیٹھ رہنے والا اور قانون قدرت کے تغیر سے کچھ بھی سروکار نہ رکھنے والا یا رکھ نہ سکنے والا یقین کرتے ہیں۔ یہ خبیث مرض ایک عالم میں سرایت کر گیا ہے اور زمانہ دراز سے اسکی آثار

قوموں کے عقائد میں ملتے ہیں - یہ موذی مرض ان لوگوں میں پھیلا جنھوں نے اپنا نام شیعۂ علی رکھا وہ بھی جہل بصفات اللہ کے سبب سے اُسوقت بھی چلاتے تھے اور ابتک چلا رہے ہیں کہ خلیفہ بلا فصل علی رضہ تھے - خدا تعالیٰ عرش پر پہلے ارادہ کر چکا تھا - لوح محفوظ پر لکھہ چکا تھا - اور فرشتے پڑھ چکے تھے - اور جبرئیل بار ہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وصیت کر چکا تھا - اور سربمہر صحیفہ بھی آپکو سپرد کر چکا تھا اور آپ بھی مُنہ پھاڑ پھاڑ کر اُمت کو وصیت کر چکے تھے - اور مختلف موقعوں پر کھول کھولکر یہ تبلیغ کر دی تھی کہ حضرت علی بعد آپکے خلیفہ بلا فصل ہونگے مگر یہ سارا تار و پود ٹوٹ گیا اور اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ بلا فصل ہو گئے - اسلئے کہ مہاجرین کی کثرت اور انصار کی عظیم جماعت اُنکی طرف ہو گئی اور حضرت علی ایک کس مپرس کیطرح متروک ہو گئے - اس عقیدہ سے کسقدر خرابیاں نکلتی ہیں گویا خدا تعالیٰ کچھ بھی نہیں اور اُسکی مرضی کوئی شئے نہیں اور نیچرا ور نیچر کے فرزند اپنی ہی قوت اور میلان سے جو چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں - خدا تعالیٰ کو یہ قدرت نہیں کہ متجدد حکم اور مصالح کی بنا پر ہر زمانہ میں اور ہر آن میں اُن حکمتوں اور مصلحتوں کیموافق نئے نئے تغیرات پیدا کرتا اور قانون قدرت کو کٹھ پُتلی کیطرح اپنی قاہر انگلیوں پر نچاتا رہے - ایک رسول برگزیدہ کیخاطر اچھی ہوا کو بری اور ردی کو صالح بنا دے - ایک مامور کی حجت پوری کرنیکے بعد پیشگوئیوں اور وعیدوں کیموافق اسکے دشمنوں کے استیصال کیلئے پہاڑ ونکو اُنپر گرا دے خونخوار سمندر ونکو ان کی قبریں بنا دے - اُن کے نام و نشان تیز آندھیوں سے مٹا دے - اُنھیں آتشیں تلواروں اور بانوکی آگ میں بھسم کر دے - اور اُن برگزیدونکی جماعتوں کو وعدہ کیموافق اس عالم میں جنت تجري من تحتها الانهار کے وارث بنائے بعد اسکے کہ وہ گمنام ننگے بھوکے اور ریگستان کی آتشیں لوؤں سے دکھ اُٹھاتے ہوں - علیگڈہ کالج کے بانی نے اس بدعقیدہ سے متاثر ہو کر اور پرانے اور حال کے میٹریلسٹوں دہریوں کی چال پکڑکر اپنی تفسیر میں صاف لکھدیا کہ قوموں کی تباہی قدرتی اسباب سے گناہوں کی سزا اور اُنکا نتیجہ نہ تھی - پہاڑ کو زلزلہ آیا اور وہ قوم اُسکے نیچے اتفاقاً دبگئی - فرعون اور اُسکا لشکر اتفاقات سے سمندر میں ڈوب گیا اور اُن سب عذابوں کو جو خدا تعالیٰ کے وعدوں اور پیشگوئیوں کیموافق اُسکے اراووں سے ناپاک اور سرکش قوموں پر واقع ہوئے قانون قدرت کی اپنی ذاتی تحریک سے مانا ہے

نوح علیہ السلام کا طوفان بھی اتفاقی تھا اور سب النبی واقعات اتفاقی تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اتفاق سے بدر اور احزاب اور دیگر غزوات میں داخل جہنم ہوئے - ان تباہیوں کیوقت اگر راستباز بھی ہوتے تو وہ بھی اُسی ذلت اور لعنت کا مزہ چکھتے افسوس خدا تعالیٰ کی ہستی کے یگانہ ثبوتوں اور پیشگوئیوں کے پورا ہونیکو خدا تعالیٰ کی سُنن سے جاہل انسان نے کس قدر استخفاف سے دیکھا ہے اور یہ سب بلا اُسی اس سبب سے پیش آئی کہ اُسنے خدا تعالیٰ کے عظیم الشان صفات کے مسئلہ کو یورپ کے میٹریلسٹوں اور معتزلہ کے طرز پر دیکھا اور پھر قرآن کریم کی اُن تعلیمات پر یورپ کے فلاسفروں کے اعتراضوں اور جواب کے عدم قدرت نے اُسے اور بھی اس بدعقیدہ پر مجبور کیا - وہ نہ سمجھ سکا کہ گناہ میں اور طوفانمیں مثلاً اور موسیٰ کی نافرمانی میں اور غرق فرعون میں دریا کے اندر اور ثمود اور عاد اور قوم لوط کی گناہوں میں اور اُن بستیونکی تباہی میں ریح اور رجز السماء کی ساتھ کونسا مربوط رشتہ ہے جو علت و معلول کے اندر ہوا کرتا ہے - اسی جہالت نے اُسے دعا کی قادرانہ تاثیر اور خدا تعالیٰ کی یقینی وسائط یعنی ملائکہ کے انکار پر آمادہ کیا اتنی بات تو خدا تعالیٰ کی کتاب میں عیاں تھی کہ راستبازوں نے منکروں اور معاندوں کے مقابل پر تحدی پیشگوئیاں کیں وہ اس انکار و استکبار کے سبب سے خدا تعالیٰ کے آسمانی اور زمینی عذابوں سے ہلاک کئے گئے اور ان الفاظ میں وہ شوکت اور سطوت تھی جو کسی معمولی انسانی آواز میں کبھی نہیں ہوئی - یہ پیشگوئیاں تمام راستبازوں کی اپنے اپنے وقتوں میں حرفاً حرفاً پوری ہوئیں اُس سنت الٰہیہ کیموافق اس آخری زمانہ میں بھی وہ دیکھہ چکا تھا کہ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا کے دشمن - رسول کے دشمن - قرآن کے دشمن - قوم اسلام کے دشمن - لیکھرام کے متعلق ایک قہری پیشگوئی کی جسکے پُرصولت الفاظ سے خون ٹپکتا تھا اور جسکی شوکت دکھاتی تھی کہ وہ خدائے قادر منتقم قاہر کا کلام تھا - ضعیف انسان ایسے ترکیب پر کبھی قادر نہیں ہو سکتا - اور اُس کے مضمون دعا کی جواب میں قبول دعا کے نمونہ کیطور پر وہ پیشگوئی اُس کے آگے رکھی گئی تھی اور اُسکا پورا ہونا بھی اُسنے اپنی آنکھوں سے دیکھہ لیا تھا - غرض قرآن کریم میں یہ باتیں موجود تھیں پھر اس زمانہ میں مجدد دین قرآن کریم نے اُنھیں زندہ اور تازہ کر دکھایا تاکہ منکروں پر حجت قائم ہو اور اعتزال اور تشیع اور یورپ کے میٹریلیزم اور دہریت اور نصرانیت کی اصولوں کا استیصال ہو اور خدا کی عزت اور قرآن کی عزت اور قرآن کریم کی

پیشگوئیونکی عزت دنیا پر ظاہر ہو - اور گناہ اور اُسکی سزا کی حقیقت دنیا پر آشکار ہو اور ثابت ہو جائے کہ خدا تعالیٰ اب بھی قانون قدرت پر ویسا ہی حکمران اور متصرف ہے اور ہمیشہ رہیگا جیساکہ وہ اُسکی خلق کے وقت تھا - اور اُسکے مقدس اور مقتدر ہاتھ کبھی بھی تصریف اور تصرف سے مغلول نہیں ہوئے اور نہ ہوں گے - یہ احسان عظیم ایسے زمانہ میں عالیجناب حضرت امام مہدی مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا جبکہ اسلام کی نادان دوست اُسکی یگانہ خوبیوں اور خصوصیتوں پر پانی پھیر چکے تھے - اور یوں مسلمانوں میں دہریت اور مادہ پرستی کا خوفناک طاعون پیدا کر چکے تھے

اللھم صل علی محمد و آل محمد -

الحاصل گذشتہ نمونے اور موجودہ نمونہ دیکھکر اگر علیگڈہ کالج کے بنانیوالے کو پھر بھی الوہیت کا یہ راز سمجھ نہیں آیا تھا اور تکبر نے اُسے اجازت نہ دی کہ مرسل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور خدا تعالیٰ کے راز کو خدا تعالیٰ کے حریم قدس کی باریابی سے حل کرواتا تو کم سے کم تفویض الی اللہ ہی کرتا اُس نے ناروا جرأت سے خدا کے کلام کی تحریف اور تاویل کی اور اپنے نزدیک اسلام کیطرف سے جواب دیا مگر درحقیقت اسلام کو جواب دیا -

اُسی بدعقیدہ اور بدتعلیم کا اثر ہے کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضرت مرزا صاحبکو اونچا کیا - اسکے یہ معنے ہوئے کہ ایک شخص کی عظمت اور عزت اگرچہ مصالحہ الٰہیہ کے خلاف تھی اور خدا تعالیٰ آسمان سے دیکھہ چکا تھا کہ اسکی ترقی درحقیقت اسلام اور مسلمانوں کے حق میں خانہ برانداز ہوگی مگر پھر بھی اُس نے ایسا ہونے دیا یا قانون قدرت میں جکڑ بند ہو جانیکی وجہ سے اُسکی مرضی کے خلاف ایسا ہو گیا - سوچو اور خوب سوچو کہ ایسا اعتقاد خدا تعالیٰ کی ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ کے کسقدر خلاف ہے اور کیا درحقیقت ایسے عقیدہ سے دہریت کی بدبو نہیں آتی اور کیا یہ اُن لوگوں کا عقیدہ نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایک فوق سے فوق قوت کا نام ہے مگر عالم کے تغییر و تصریف سے اُسکا کوئی سروکار نہیں -

آج سے بیتیس سال پہلے سے حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کی ہمکلامی اور مورد الہامات الٰہیہ ہونے کا دعویٰ کیا - اور اُسیطرح اپنی الہامات کو تدوین اور مشتہر کیا جسطرح قرآن کریم مدون و مرتب اور مشتہر ہوا - پھر خدا تعالیٰ کی وہ باتیں جو اُس نے

اپنی بندہ غلام احمدؑ کے مُنہ میں ڈالیں اُسی طرح پوری ہوئیں جسطرح اُسکی وہ باتیں آخر کار پوری ہوئیں جو اُس نے اپنی بندہ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مُنہ میں ڈالی تھیں۔ جسطرح قرآن کریم کی مکی آیتوں نے مدنی زندگی کے وقت اپنی منطوق و مفہوم کی موافق پورے ہوکر اس امر کا قطعی یقینی ثبوت ٹہرگئے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اسی نمونہ پر براھین احمدیہ کے مندرجہ الہامات اپنے منطوق و مفہوم کے مطابق بنتیج صادق نکلکر اسبات کا یقینی قطعی ثبوت ٹہرگئے کہ لاریب وہ بھی اُسیطرح خدا تعالیٰ کا کلام ہیں۔ یہی ایکبات تھی یعنی قرآن کریم کی زندگی کے نمونے جو مسلمانوں کی جائے فخر تھے اور اسبات کی کمی نے دوسرے مذہب کو مردہ ہونیکا داغ لگایا تھا مگر افسوس ایسے نادانوں نے انکار کیا اور اس زندہ ایمان کو اور اُسکے مُحیِ کو کفر سمجھا۔ خدا اور خدا کا کلام اور وحی۔ اور مکاشفہ غرض تمام لوازم نبوت اس زمانہ میں زمانہ کے عقلا کے نزدیک مضحکہ اور مسخرہ ٹہرچکے تھے۔ اور ان باتوں کو انھوں نے وسواس اور توہم اور جنون کے مدمیں داخل کر رکھا تھا۔ اسلئے کہ اُنکے پاس انکا زندہ اور قاہر نمونہ نہ تھا۔ اور قانون قدرت کا استقراء انکو مجبور کرتا تھا کہ کسی شئے کو نظیر کے بغیر تسلیم نہ کریں اور جس مذہب کو انھوں نے اُسکے وکلا اور شفعا کی پر زور وکالت کے زور سے مروج دیکھا تھا اُسمیں اور اُسکے وکیلوں میں بھی کوئی زندہ نمونہ موجود نہ تھا۔ دانشمند سُنتے تھے اور بڑی زور سے سُنتے تھے کہ آغاز مذہب میں اسکے بانی اور اُسکے ساتھیوں نے یہ اقتداری نشان دکھائے مگر یہ شنید اور دعوی آخر کار دانشمندوں کے دلمیں ایک حقارت آمیز اور نفرت انگیز تصور بنجاتا جبکہ وہ اس سوال کا جواب حامیان مذہب سے نہ پاتے کہ کیوں اسوقت اُن باتوں کا کوئی زندہ نمونہ نہیں۔ درحقیقت یورپ کی خوفناک آزادی۔ دہریت۔ فلسفیت اور میٹریلزم کی جڑ نصرانیت کے مردہ مذہب ہی سے قائم ہوئی کہ اُسنے خدا وہ پیش کیا جو عجز وناتوانی اور بیکسری اور ناعاقبت اندیشی کا پورا نمونہ تھا۔ اور معجزات وہ پیش کئے جو اُس زمانہ میں مرگئے اور اُسوقت کی قبروں میں سونے والوں کے ساتھ ابدی تاریک گڑھوں میں گم ہوگئے۔ اور آیندہ کو کوئی نمونہ اُنکا دکھانیکی اور کوئی نہ ہوا جو خدا تعالے کے اقتداری نشانوں سے اُن پہلی باتوں کو از سر نو بحال اور زندہ کر دیتا۔ قرآن کریم نے ایک ہی مقتدر معجزہ پر اپنے صدق کا سارا مدار رکھا یعنی پیشگوئیوں پر۔ اسلیئے کہ توریت میں بڑی زور سے یہی لکھا تھا کہ سچے نبی کی نشانی یہی ہوگی کہ جو کچھ وہ کہیگا وہ پورا ہوجائے گا۔ قرآن کریم میں اسی کیطرف اشارہ ہے اس آیت میں ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین اور اس آیت میں ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔ اس بنا پر قرآن کریم کا لفظ لفظ پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے اور ایک جلال اور قہاریت کی روح اپنے اندر رکھتا اور تاریکی روح پر رعب اور لذت معًا ایک ہی وقت میں نازل کرتا ہے۔ خدا تعالے کو ازبسکہ علم تھا کہ مرور زمانہ کے بعد انسانی طبیعتوں پر غفلت مستولی ہوجاتی اور اُن باتوں کی ضرورت پڑتی ہے کہ پھر اُسی رنگ کے زندہ نمونے اُنکی تذکیر کے باعث ہوں اور پاک باتوں کو اس الزام سے بچالیں کہ وہ اساطیر الاولین ہیں اسلئے بموجب وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون قرآن کریم میں یہ برکت اور تاثیر رکھدی کہ اُسکے اتباع سے اُسکے اتباع ہمیشہ ہر زمانہ میں قرآن کے دعاوی اور دلائل اور برکات کو زندہ کرتے ہیں۔ اور اُن ساری باتوں کے نمونے ہمیشہ دنیا میں موجود رہیں جو قرآن کریم میں از قبیل وحی مکاشفہ اور رؤیا بیان کی گئی ہیں۔ اس ہمارے زمانہ میں جبکہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور باتوں پر سب زمانوں سے زیادہ ہنسی کی گئی اور رسولوں اور وحی اور مکاشفات اور رؤیا کی سخت توہین اور تذلیل اور تضحیک کیگئی اور جبکہ بعض نادان دوستوں نے اسلام کی حمایت میں کھڑے ہوکر اعتراف کیا کہ درحقیقت اسلام بھی ایک مردہ مذہب ہے اور اسمیں اقتداری نشان دکھانے اور وحی اور مکاشفہ کے کوئی زندہ نمونے موجود نہیں اور جبکہ ماہۂ ناز باتوں کے انکار کو فخر اور ناز کا ذریعہ سمجھا گیا اور جبکہ استجابت دعا کے انکار سے صاف دکھایا گیا کہ اسلام میں بھی کوئی نہیں جو خدا تعالیٰ کے دربار میں شرف باریابی رکھتا ہو غرض اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کے خیرخواہ ہی یورپ کے آزاد مشنریوں سے نیچے اُتر کر اور پگڑی اُتار کر صلح کرلی اور اسلام اور قرآن کی عزت خاک میں ملا دی اور ایک بولنے والا مولوی بٹالوی کی شکل میں جامہ مذاہب کی اندر بول اُٹھا کہ اسوقت مسلمانوں میں کوئی نہیں جو نشان الٰہی دکھا سکے اور یوں اُسنے اسلام کا جنازہ اُسی قطار میں رکھدیا جہاں دوسرے مذاہب باطلہ کی نعشیں دھری تھیں تب خدا تعالیٰ کی غیرت نے اپنے وعدہ کیمطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی میں آثار دھارا اور آپکے ہاتھ پر اور آپکے مُنہ میں وہ باتیں ڈالکر اور اقتداری نشان ظاہر کرکرا اپنی ہستی کو۔ کل انبیاء کے وجود کو۔ پاک کتابوں کو۔ اور جملہ لوازم نبوت کو از نو زندہ کر دکھایا۔ یہ ہے عظیم الشان کام جو حضرت میرزا غلام احمد قادیانی سے ظہور میں آیا اور اس کام کے پورا کرنیکے لیے ضرور تھا کہ خدا تعالے آپ کو وجاہت اور عزت دیتا۔ آپکو یتیم پاکر اپنی ہاں ٹھکانا دیتا اور آپکو تنگدست اور کس مپرس پاکر خود غنی کرتا اور قوم کے عشق میں سرگرداں وشیفتہ پاکر کامیابی کی ساری راہیں آپکو دکھاتا۔ حق یہ تھا کہ مسلمان آپکی خاک آستان کو آنکھوں کا سرمہ بناتے اور سب سے زیادہ زمانہ کے ادا فہموں یا ادا فہمی کے مدعیوں کے ذمہ تھا کہ وہ آپکی وہ قدر و منزلت کرتے جو ایک مہجور عاشق مدت دراز کے ہجر کے بعد معشوق کی قدر کرتا ہے۔ مگر افسوس بعض میں فریسیت کی روح جوش زن تھی اور بعض پر صدوقیت کا خمیر ملا یا گیا تھا اسلئے ضروری تھا کہ آنیوالے مقدس مسیح کا انکار کیا جاتا تاکہ وہ باتیں پوری ہوں جو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھیں کہ تم یہود کی راہوں پر چلنے لگ جاؤ گے یہانتک کہ اگر کوئی یہود سوسمار کے سوراخ میں گھُسے گا تو تم بھی وہیں گھس جاؤ گے۔ سو آج مسلمانی کے مدعیوں نے وہ تمام اعتراض مسیح موعود پر کرکے جو حضرت مسیح اسرائیلی پر کئے گئے تھے اور اُسی طرح اُسکی تذلیل اور تضحیک اور تحقیر کرکے جو اُس پہلے برگزیدہ کی کی گئی اور حکام وقت کی عدالتوں میں اُسیطرح پہنچا کر جسطرح وہ خدا کا عاجز بندہ پیلاطوس کی عدالت میں کھینچا گیا تھا اپنے ہاتھوں سے ثابت کردیا کہ وہ اُس خوفناک پیشگوئی کے مصداق بنگئے ہیں جو مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلی تھی۔ کاش یہ لوگ سورۂ فاتحہ کی آخری آیت غیر المغضوب علیھم ولا الضالین میں

غور کرنے جو ان پر ہر نماز میں پڑھنی فرض کی گئی ہے امام ہو یا ماموم ہوں کہ کیوں یہود و نصاریٰ کی راہوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک مقدر تھا کہ آئندہ ایک وقت نصاریٰ کا فتنہ برپا ہوگا اور انکی جہت سے اسلام پر خطرناک حملے ہوں گے پھر ایسے وقت میں مسیح موعود اندرونی اور بیرونی اصلاح کیلئے آئے گا اور قوم اُس سے ویسا ہی سلوک کریگی جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے کرکے مورد غضب الٰہی ہوئی۔ غرض اگر خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ مسلمانوں کو ایسی وقت میں یہود کی چال اور نصاریٰ کے فتنوں سے ڈرائے تو پاک کتاب اور مقدس دعا میں یہ آیتیں کس حکمت سے رکھدیں سوچو اور غور کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنی مخالف شہادت پر مہر نہ لگاؤ۔

قولہ ان ہی ایام میں چند اک پردار مچھلیاں اور سونیکے انڈے دینے والی مرغیاں بھی انکی دام کے لپیٹ میں آچکی تھیں۔

اقول یہ وہی مچھلیاں اور سونیکے انڈے دینے والی مرغیاں ہیں جو ایک زمانہ میں حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) اور ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی شکل میں پہلی داعی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دام میں آئی تھیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چاچا معترف تھا کہ حضرت خدیجہ کے مال نے انھیں کدو دی۔ اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ معظمہ میں چالیس ہزار روپیہ آپ پر خرچ کیا اور یوں اس مرد اور عورت نے آپکے کارخانہ کو رونق دی۔ کیا ضرور نہ تھا کہ ان ناعاقبت اندیش مخالفوں کے نمونے تمھاری شکل میں ہوتے جنھوں نے کہا تھا **الا شیٔ یراد** اور **ان ھذا الا اختلاق**

ای ناعاقبت اندیش جلد بازو تمھیں اتنی مدت کے بعد کسنے یاد دلایا کہ تم انہی گندے ہو۔ انہی کے دشمنوں کے جائز فرزند ہو اور یہ کہ تمھاری رگوں میں وہی خون حمیت جوش زن ہے کہ تم اندیشیدہ اور نااندیشیدہ وہی باتیں زبان پر لائے ہو جو انھوں **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کے خلاف کہی تھیں۔ تمھیں کس چیز نے یقین دلایا کہ آنیوالے غضب سے ان باتوں کے ساتھ بچ جاؤگے جبکہ تمھاری آنکھیں دیکھ چکی ہیں کہ تمھارے باپ دادے ان باتوں کے ساتھ خدا کے قہر کی بجلی سے بھسم کئے گئے اور **مغضوب علیہم** کہلائے۔

غضب کی راہ کو چھوڑو اور **منعم علیہم** کی راہ اختیار کرو کہ تمھارا بھلا ہو۔ کیا خدا تعالیٰ کے مامورکی ساتھ معاونوں اور مخلصوں کا ہونا ضروری نہیں۔ کیا اس عالم اسباب میں آسمانی امدادیں اور تائیدیں ان ہی متعارف اور معہود راہوں سے نہیں آیا کرتیں۔ کیا کوئی تمھاری بولی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اگر حضرت ذوالنورین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جیش العسرۃ میں وہ قابل قدر مدد نہ کرتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کارخانہ سخت صدمہ اُٹھاتا۔ نادانو خدا تعالیٰ کے منصور اور اسکے مخذول و مطرود میں یہی تو فرق ہے کہ آخر معہود اسباب میں ہوکر نصرت الٰہی اسکی دستگیری کرتی ہے اور مخذول کے سارے اسباب جلجاتے ہیں۔ اگرچہ منصور کی پہلی حالت کیسی ہی ضعیف اور کس مپرسی میں ہو اور مخذول کی ابتدا کیسی ہی پُرشوکت ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خدام و انصار سے جو مدد اور تائید ملی وہ اسی وعدہ کا اثر تھا جو پہلے سے خداوند عالم کہہ چکا تھا **اقرأ وربک الاکرم** یعنی تو رب اکرم کا مربوب ہے اور ضرور ہے کہ دنیا و آخرۃ میں مکرم و محترم ہو۔

اسی طرح حضرت **مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام** کو جو انصار و اعوان ملے وہ خدا تعالیٰ کے اُس پاک وعدہ کا نتیجہ اور اثر ہیں جو وہ آج سے سالہا سال پہلے فرما چکا تھا کہ **الیس اللہ بکاف عبدہ**

تم ان باتوں سے انُ واجب التعظیم ناصروں کی جو علم میں۔ زہد میں۔ تقویٰ میں۔ اور خدا ترسی۔ اور خداشناسی۔ کے جمیع لوازم میں۔ نمونہ ہیں اسی طرح ہتک کرتے ہو جسطرح حجاز کے شیاطین ان کے پہلے نمونوں کو سفہا کہتے تھے اور دلوں میں یقین کرتے تھے کہ **محمد بن عبداللہ** (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دوکانداری کے دام میں پھنس گئے ہیں۔

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تفسیر القرآن

کا کام شروع اس کے چھاپنے اور شائع کرنے میں بڑی کوشش ہو رہی ہے عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہوکر شائع ہوگی۔

الحکم کے قدردان

۱۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کے اخبار کے ہمراہ جو کھلی چٹھی شائع کی گئی تھی اُسکا جو نتیجہ اتنک ہوا ہی اسکو میں بڑے فخر اور خوشی کے ساتھ ذیل میں درج کرتا ہوں اور آئندہ سلسلہ وار انشاء اللہ تعالیٰ درج کرتا رہونگا۔ جو لوگ قیمتیں بھیج رہے ہیں انکی رسید اخبار میں دوسری جگہ درج ہو اور درج ہوتی رہیگی۔

(۱) منشی **حبیب الرحمن** صاحب نمبردار حاجی پور۔ الحکم کی ترقی دلکو فرحت بخشتی ہے مگر ۱۶ صفحہ تک ترقی کچھ ترقی نہیں اور وہ بھی ہفتہ وار۔ خدا تعالیٰ وہ دن قریب کری اور ہماری زندگی میں وہ دن آوے۔ کہ الحکم روزمرہ کی ڈاک میں ہماری آنکھوں سے گذرے سو آپ اسبات کے واسطے کوشش کریں کہ الحکم یومیہ شائع ہو۔

ایڈیٹر۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کیا بعید ہے۔

(۲) منشی **ولی محمد خاں** صاحب۔ موجودہ ترقی حجم و بیشی قیمت کی منظوری کے بعد لکھتے ہیں کہ اخبار الحکم روزانہ جاری کیا جاوے ع۱۲ تک سالانہ قیمت دینی کو طیار ہوں۔

(۳) قاضی **نظر حسین** صاحب سررشتہ دار پولیٹیکل ایڈ وائزر کوئیٹہ۔ پہلا پرچہ وی پی کرکے قیمت منگوالیں۔

(۴) شیخ **غلام حسین** صاحب سیالکوٹ ۲۵۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء تک قیمت سنہ ۱۹۰۷ء پہونچ جاوے گی انشاء اللہ۔

(۵) منشی **عنایت اللہ** صاحب مدرس سنت پورہ پیشگی قیمت سنہ ۱۹۰۷ء دینے کو بڑی خوشی سے طیار ہیں۔

(۶) چودھری **محمد حسین** صاحب گرداور قانونگو چونڈہ ۱۵ ر دسمبر سے پیشتر قیمت وصول کرلینے کا اختیار دیتے ہیں۔

(۷) بابو **محمد** صاحب ہیڈ کلرک دفتر انبالہ مبلغ عہ قیمت پیشگی بھیجے ہیں۔

(۸) منشی **محمد سلیمان** صاحب مدرس بہادلہ

مندرجہ ذیل مضمون بھیجکر پُرزور درخواست کرتے ہیں کہ اسکو شائع کیا جاوے ۔ بنا ءعلیہ اس مضمون کو درج کرتا ہوں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکی کھلی چٹھی پڑھکر میرا دل پانی پانی ہوگیا اور بدن لرزنے لگا ۔ کیونکہ الحکم سے بڑھکر میرا آیا غمگسار اسجگہ اور کوئی نہیں ہے ۔

آہ آہ ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت (جسکا درجہ خود خدا تعالی نے اصحاب کرام کی مثل فرمایا ہے) کا اخبار اور اسکی یہ حالت

حضرت والا میں تو یہ سمجھتا تھا کہ خادمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام الحکم پر اسطرح گرتے ہونگے جسطرح شمع پر پروانے ۔ مگر

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

مانا کہ خادمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت چندے دینے پڑتے ہیں مگر کیا آج زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے اس مقدس جماعت سے بڑھکر اور بھی ہے جسکا من ۔ دھن ۔ تن ۔ آنحضرت احیاء دین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے ہو ۔ کیا **اٰخرین منہم لما یلحقوا بہم** کے مصداق یہ جماعت نہیں ہے ۔ ؟

اے پیارے بھائیو اے مسیح دوراں کے فرزندو اے دم عیسیٰ کے جلائے ہوؤ بزرگو آپکی نسبت تو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ آپکا سب خرچہ واپس دلایا جاویگا ۔ اور آپکو ایسے باغوں میں بسایا جاویگا جنکے تلے (تحت حکومت) نہریں بہ رہی ہونگی پھر نامعلوم ایکہزار روپیہ حق الخدمت سے بھی کیوں دریغ ؟

یعنی اخبار الحکم جو ۰۰۰ ۳۰ تیس ہزار معزز افراد خادمان حضرت اقدس سلمہ ربہ کا وکیل ہے اسپر ایسا ظلم صریح ۔

برادران ! یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ قوم کی زندگی اور ترقی اور شائستگی کیلئے اخبار کا ہونا اس پُرامن عہد سرکار انگلشیہ میں ضروری امر ہے اور خاصکر حضرت اقدس سلمہ ربہ کی جماعت کیلئے جسکا مقابلہ جہاں کے شقی اور شریر فرزند و نشریر پھر نہ معلوم ۔ برادر شیخ یعقوب علی صاحب کئی سال سے چلا چلا کر ضرورت اخبار کو بتلا رہے ہیں اور جان توڑ کوشش سے باوجود روپیہ کی قلت کے خدا پر بھروسا کرکے اخبار چلا رہے ہیں اور کئی دفعہ مختلف عنوانوں سے مضامین لکھکر آپکو حالت اخبار سنا چکے ہیں مگر آپ کیطرف سے کوئی تسلی بخش صدا نہ نکلی ۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ۔

معزز بھائیو ! میں خدا کو حاضر ناظر جانکر عرض کرتا ہوں کہ آج دنیا کے پردہ پر اگر نور ایمان کے بخشنے والا اور مردہ روحونکو زندہ کرنیوالا اور خدا کریم کا مقدس چہرہ روز روشن کیطرح دکھلانیوالا اور دنیا کی تاریکیوں کو مٹانیوالا ۔ اور اسلام کو زندہ کر دکھلانیوالا کوئی مرد ہے تو وہی ہے

جو قادیان میں اترا ہے

اور پھر خدا کو حاضر ناظر جانکر گذارش کرتا ہوں کہ اس مقدس انسان کے کلمات طیبات اور اسکے فاضل مریدین کی تقریر ونکی اشاعت کرنیوالا اور مخالفین کے مونہہ بند کرنے والا اگر کوئی اخبار ہے تو صرف

اخبار الحکم

ہے جو قادیان سے جاری ہوا ہے ۔ عربی اخبار ہو یا رومی ۔ عجمی ہو یا ہندی ۔ کس کا زہرہ ہے کہ اسکی برابری کرے جو چشمہ نور سے نکلتا ہے ۔

رشد بیدار ہو جایئے ۔ اور الحکم کو آنکھوں سے لگایئے ۔

شیخصاحب ! مجھہ عاجز کا نام بزمرۂ خادمان الحکم درج رکھیں میں تو گھر کا اثاثہ فروخت کرکے بھی خریداری الحکم کو خوش قسمتی اور روز آخرت میں خوشحالی تصور کرتا ہوں ۔ والسلام

آپ کا خادم
عاجز محمد سلیمان مدرس بھادلہ ۔ ضلع لدھیانہ

مدرسہ

میں بڑی خوشی سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ معفصلہ ذیل اصحاب نے مدرسہ تعلیم الاسلام کا ٹرسٹی ہونا منظور فرمایا ہے بابو محمد بخش صاحب ہیڈ کلرک گوجرانوالہ ۔ مولوی عزیز بخش صاحب بی اے ڈیرہ غازیخان ۔ مولوی خدا بخش صاحب شملہ ۔ خواجہ جمال الدین صاحب بی اے کشمیر ۔ راجہ شیر محمد خان صاحب انسپکٹر ۔ جموں جزاہم اللہ احسن الجزا میں ان سب مکرم بھائیوں کا مدرسہ کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں امید ہے کہ باقی بہی خواہان مدرسہ بھی جنکی خدمت میں درخواست کی گئی تھی یا دوسرے اصحاب

سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری
اور
ہمارا امتیازی نام

چونکہ سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کا کام عنقریب شروع ہونیوالا ہے اسلئے حضرت حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے دینی مصالح کی بناپر یہ تجویز فرمائی ہے کہ اس مردم شماری میں ہماری جماعت کے لوگ

مسلمان فرقہ احمدی

کے نام سے لکھا ئے ۔ یعنی خانہ مذہب میں **مسلمان** اور خانہ فرقہ مذہب میں **احمدی** ۔ اس کے متعلق ایک ضروری اشتہار شائع کیا گیا ہے جسکو ہم اسجگہ درج نہیں کرسکتے تاہم اپنی **قوم** اور **گورنمنٹ** کی اطلاع کیلئے اتنا درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ **قوم** جو مسلمان ہے اور جس کا **پیشوا** اور **امام** گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار اور فرمانپذیر خاندان جناب **مرزا غلام مرتضیٰ** صاحب مرحوم مغفور (جنہوں نے غدر ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کی امداد کرکے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا تھا) کے یادگار

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں

فرقہ **احمدی** کے نام سے موسوم ہے اور یہ نام کسی دوسرے نام ۔ مالکی ۔ حنفی شافعی ۔ حنبلی یا چشتی قادری سہروردی نقشبندی سنی شیعہ وغیرہ کیطرح ایسا نام نہیں ہے جسکا تعلق اسلام سے ظاہر نہ ہوتا ہو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب ہے ۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دو نام تھے ایک **محمد** اور دوسرا **احمد** (صلی اللہ علیہ وسلم محمدی نام کا اظہار آپ کی زندگی میں جلالی طور پر ہوا ۔ اور احمدی نام کا ظہور اس زمانہ میں ہوا جو جمالی خاصیت اپنے اندر رکھتا ہے ۔ پس یہ قوم احمدی فرقہ کے مسلمان کہلاتی ہے اسلئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق انکا ایمان ہے

نوٹ ۔ ۶۶۶ مکی زندگی میں حضرت خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسم احمد جلوہ گر تھا جس سے خاصتہً بردباری اور ایذا پر شکیبائی ظاہر ہوتی تھی اور مدینہ میں شریروں کو سزا دینے کے لئے خدا کی غیرت اسم محمد کی وردی میں آشکار ہوئی مگر وعدہ دیا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں پھر کامل طور پر اسم احمد کا ظہور ہوگا جبکہ ضروری ہوگا کہ حجج و براہین کے ساتھ عالم پر اسلام کی حجت قائم کیجائے ۔ ک ع

کہ مسیح موعود کا زمانہ سیف کا زمانہ نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ انکے نزدیک جہاد بالسیف حرام ہے جسکا اعلان مسیح موعود کر چکا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کے ہائی اہتمام رپورٹ مردم شماری کے اعلیٰ افسروں کو خصوصیت کیساتھ اس امر کی طرف توجہ دلائیگی کہ وہ اس فرقہ کے لوگوں کے نام کے آگے جیسا وہ ظاہر کرینگے **احمدی** درج کرنے کی اپنی ماتحت لوگوں کو ہدایت فرمائیں گے اور ان لوگوں کو جو حضرت مرزا صاحب سے تعلق رکھتے ہیں یہ ضروری یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اپنی امتیاز کے لئے **احمدی فرقہ کے مسلمان** لکھوائیں۔

مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دینے والو تمہیں مبارک ہو کہ خدا نے تمکو چن لیا اور خبیث اور طیب کی امتیاز کی ایک گھڑی آ پہونچی پس اسوقت کو غنیمت سمجھو۔ دیکھو مردم شماری کا دوسرا زمانہ آج سے دس سال بعد ہوگا نہیں معلوم اس عرصہ میں کون زندہ رہے اور کون اس دنیا سے چل دے پس وہ لوگ مبارک ہی ہونگے جو عملی طور پر اس موقعہ پر **فرقہ احمدی** میں درج ہو جائیں گے۔ اسلئے حضرت اقدس نے محض شفقت کی راہ سے اپنی اعلان میں ان لوگوں کو بھی اجازت دیدی ہے کہ جو اس فرقہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں وہ اپنے آپکو **احمدی** لکھائیں اور بعد میں بیعت کی اطلاع دیدیں۔ یعنی جنکو ابتک بیعت کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر دل سے اسی سلسلہ میں ہیں انکو بھی اجازت ہے۔

اے احمدی قوم تجھے مبارک ہو

آج سے تو احمدی کہلائیگی

اور فیوضات و برکات احمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہوکر و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی مصداق ہوگی۔

اب وہ وقت آگیا کہ محمد و احمد کا بروز مسیح موعود مہدی تمہیں بلاتا ہے۔ مبارک ہو۔

اللھم اجعلنا و ذریتنا منھم۔ آمین

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے

لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

پیر گولڑی اور ہمارے بعض ہمعصر

یہ امر بالغ خرد دنیا سے پوشیدہ نہیں رہا کہ پیر گولڑی نے ایک ناقابل عفو اور شرمناک حیلہ سے بلا لحاظ اپنی منصب مشیخت کی حضرت اقدس امام علیہ السلام کی دعوت تفسیر نویسی سے گریز اور انکار کیا ہے۔ ہمارے اخبار میں اسکے متعلق کافی بحث ہو چکی ہے چنانچہ اس نمبر میں بھی ایک فیصلہ کن تحریر شائع کی جاتی ہے ہمکو اسجگہ ان معاصرین پر ریویو کرنا ہے جنھوں نے گولڑی اور حضرت اقدس کے متعلق ایڈیٹوریل یا مراسلات شائع کئے ہیں۔

سب سے اول ہم لاہور کے سرآوردہ اور معزز ہمعصر اخبار عام کا ذکر کرتے ہیں۔ اخبار عام نے اسمعاملہ میں جس عالی ظرفی اور بلند خیالی سے کام لیا ہے وہ بجائے خود باوجود ایک ہندو اخبار ہونیکے بہت ہی کچھ قابل شکرگذاری ہے۔ اخبار عام نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک آزاد اور مستقل رو پرچہ ہے اُسنے بلا لحاظ مخالف و موافق اگر پیر گولڑی کی حمائتیوں کے مضامین کو جگہ دی ہے تو اس سے زیادہ انشراح صدر اور فراخدلی سے حضرت مرزا صاحب کی تائید میں لکھنے والوں کو موقع دیا ہے۔ بہرحال انھوں نے اپنی دونوں آنکھوں کو مستقیم رکھا ہے اور ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔

اب مسلمان اخبار نویس کو لیجئے۔ یہی لاہور سے پیسہ اخبار بھی شائع ہوتا ہے جو خدا جانے اپنے آپکو کیا سمجھتا ہے اور اب ولائتی رنگ پڑھنے سے کیا سمجھنے لگا ہے۔ اسنے اپنی ایڈیٹوریل میں محض خلاف واقعہ ایک ایسا نوٹ شائع کیا جسکی صحت اور تصدیق کا وہ ذمہ دار ہے۔ لیکن پیسہ اخبار کو جو دو ہمنے اور ہمارے بعض دوستوں نے اس نوٹ کی غلط بیانی پر اطلاع دی اور اُسکی اصلاح چاہی تو انکار کر دیا۔ اور ایسی بیہودہ عذر پیش کیا جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ ہم پیسہ اخبار کی اس اخلاقی کمزوری نہیں بلکہ اخلاقی بزدلی کو کسی دوسرے موقع پر شائع کرینگے۔ ورنہ پیسہ اخبار سے جو مسلمانوں کا اخبار کہلاتا تھا اور جو اپنی غرض و غایت عام صلح کاری بتلاتا ہے امید تھی کہ وہ فراخدلی کے ساتھ ایک منصف ایڈیٹر کیطرح ہر ایک ایسی بات کے اندراج سے نہ رکے گا جو اپنے اندر معقولیت رکھتی ہو خواہ وہ اسکی کسی اپنی رائے کے خلاف ہی کیوں نہ ہو مگر افسوس صد افسوس کہ وہ اپنی رائے کے خلاف سننے کی جرأت نہ رکھ سکا۔ ہاں اگر کوئی امر ایسا تھا کہ وہ مراسلہ نویس کے کسی حصہ سے مخالف الرائے تھا اسکو اختیار تھا کہ ایک مناسب نکتہ چینی کرتا۔ کیا پیسہ اخبار کوشش کریگا کہ وہ اس داغ ندامت کو اپنے چہرہ سے دور کرے۔؟

تیسرے ہمارے معزز ہمعصر چودھویں صدی راولپنڈی ہیں۔ انھوں نے بھی ایک مراسلت اپنے اخبار میں شائع اور پاس ہے کہ جو اب تک بھی کسی ایسی بزرگ کی مراسلت شائع کی ہے جنکو جہانتک ہمارا علم حضرت اقدس سے بیعت کا تعلق نہیں ہے لیکن تاہم چودھویں صدی نے بیشک اخلاقی جرأت سے کام لیا اور اپنی فرض منصبی کو ادا کرنے کی سعی کی ہے اور منصف مزاج ناظرین کو وہ مراسلت ایک حد تک پیر گولڑی کے اندرونی طرفدار ہمعصر کی حقیقت سے آگاہ کریگی لیکن تاہم پوری حقیقت کے انکشاف اور اصل واقعہ کے اظہار کیلئے مراسلت چودھویں صدی کی دفتر میں حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی نے قادیان سے بھیجی ہے اور جس کے اندراج کی ہم جلد کوشش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

چودھویں صدی کی اسوقت تک کی آزادانہ پولیسی سے جو اسمعاملہ میں ظاہر ہوئی ہے امید کیجاتی ہے کہ وہ مراسلت درج ہوگی پھر اس مراسلت کے اندراج کے بعد ہم پوری رائے ظاہر کرسکیں گے۔

اسکے سوا جن اخباروں نے اسمعاملہ پر ادھر ادھر کی کوئی خبر لکھی ہے وہ قابل التفات نہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس بحمد اللہ بخیریت ہیں۔ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی طبیعت پچھلے چند دنوں سے بوجہ درد شکم کچھ ناساز رہی ہے مگر بفضل الٰہی چنداں شکایت نہیں ہے باایں ہمہ آپ نے اپنی درس قرآنی اور ملاحظہ بیماران میں تساہل نہیں فرمایا جزاہ اللہ خیر الجزا۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت چند روز سے بوجہ زکام ناساز ہے۔ تاہم بوجہ شدت زکام آپ کا قلم نہیں رکا اور ایک زبردست آرٹیکل آج کے الحکم کی روح (جو نہایت ہی لیجان لکھا گیا ہے اور معمولی قلم اور خط سے کوئی چار جزو سے کم کا مضمون نہیں ہے) آپنے لکھا ہے۔ اب کسی قدر رو بہ افاقہ ہو۔

(۲) تحفہ گولڑویہ عنقریب طیار ہوا چاہتا ہے۔ آخری خاتمہ لکھا جا رہا ہے۔ امید کیجاتی ہے ۱۵ نومبر تک ختم ہوکر شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۳) شمس بازغہ بجواب پیر گولڑی ۲۰۰ صفحہ چھپ گیا ہے اور ۲۱۶ صفحہ تک پریس میں ہے۔

(۴) اصلاح النظر ایک بنارس کے ایک آریہ کے جواب میں طیار ہوکر شائع ہو گیا ہے قیمت ۲ مینیجر اخبار الحکم سے طلب کرو۔

بیعت

سبحان علی صاحب - سرہالی کلاں ضلع ہوشیارپور
محمد علی صاحب - شاہ کوٹ ضلع ہزارہ
غلام محمد خان صاحب - بستی شیخ درویش - جالندھر
ہیڈ کلرک بارکماستری لنڈی کوتل علاقہ خیبر
ولایت اللہ صاحب - ریاست گوالیار ریزیڈنسی
کیمپ انسپکٹر ٹھگی و ڈکیتی - پولیس -
عالم شاہ صاحب تالاکی - گورداسپور
سید حاکم علی شاہ صاحب - نادون - کانگڑہ
سکینڈ ماسٹر مڈل سکول -
احمد حسن صاحب - ہٹور - بجنور - حال کیمپور
حافظ فتح محمد صاحب - پٹیالہ - امام مسجد
حافظ امام الدین صاحب ر ر و دیگر
محمد طفیل صاحب پنشنر - بٹالہ - گورداسپور
میراں بخش صاحب وزیر آباد
میراں بخش صاحب سیالکوٹ بروبیرا کر مشن پریس
بہادر شاہ صاحب - ارکھوال - ضلع انبالہ
شیخ برکت اللہ صاحب لکھوالی ر
سید وہاب حسین صاحب - میلاپور مدراس
قاضی نظیر حسین صاحب - فلات بلوچستان
سررشتہ دار محکمہ صاحب پولیٹیکل اڈوائیزر
عبید اللہ صاحب - دیولی - جالندھر
سمیع اللہ صاحب فیض اللہ چک قریب قادیان
منظور الحق صاحب ر ر ر
فضل الدین صاحب - قادیان
میاں حبیب صاحب - مردال - شاہ پور
سلطان بخش صاحب بھگوان - گورداسپور
شہاب الدین صاحب - راگور ر
عبد اللہ صاحب ر ر
خدا بخش صاحب - گلانوالی ر
مولوی بدر الدین صاحب - سید والہ ضلع گوجرانوالہ
حافظ کرم الٰہی صاحب - کوٹ لوہار ر
پیر بخش صاحب ر الہ دین صاحب ر ر
علی محمد صاحب - بدوملی - سیالکوٹ
نظام الدین صاحب - پٹی - لاہور ورزش
ماسٹر ایچ ای میونسپل بورڈ اسکول
شیخ فرید الدین صاحب منتظر -
عبد العزیز صاحب - سیالکوٹ حال لاہور
مولا بخش صاحب نمبردار خانپور - پٹیالہ
امیر بخش صاحب ڈپٹی انسپکٹر پنشنر - بٹالہ
الٰہداد صاحب - بھائی گھسیٹ پور گوجرانوالہ
دیوان علی صاحب - لونگ - گجرات

رسید زر

خاکسار ایڈیٹر نہایت شکرگذاری کے ساتھ مندرجہ ذیل احباب کی شکریہ کے ساتھ رسید دیتا ہے اُمید ہے کہ دوسرے احباب بھی اپنے حساب کو بیباق کرکے مجھے مشکور کرینگے۔
بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک انبالہ ۱۹۰۶ء ۵ روپے
چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ۵ روپے
بابو الٰہی بخش صاحب سب اوورسیر معرفت چودھری رستم علی صاحب بقایا سابقہ منجملہ ۱۹۰۶ء ۱۲ روپے

خاکسار ایڈیٹر

اشتہار

ہر قسم ریشمی ازاربند - سبج بند - پراندے وغیرہ شیخ غلام غوث فضل الٰہی کلانور ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

سرکاری خبر

نمبر ۱۰۳۹ - ایک اشتہار - بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع عام کیلئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ حکام سلطنت روم نے جو ۱۹۰۶ء میں اہل شیعہ اور لاشوں کے ہندوستان سے عراق (میسوپوٹیمیا) میں داخل ہونے کی ممانعت کی تھی وہ ابھی تک جاری ہے اس سے اشتہار نمبر ۵۸۸ مورخہ ۳ جولائی ۱۹۰۶ء کو منسوخ کیا گیا ہے۔

دستخط - ایچ - اے کیس -
جوڈیشل و جنرل سیکریٹری گورنمنٹ پنجاب -

ڈومیسٹک

۱۳ اکتوبر سنہ رواں کو حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا۔ سید محمد یوسف نام رکھا گیا اللہ تعالیٰ اسے مولوی مسعود کو اپنے بزرگوار والا کی طرح دین کا خادم بنا دے اور دینی دنیوی نعمتوں سے بہرہ ور کرکے قوم کے لئے مفید ثابت کرے۔ آمین۔

از جمالی مبارک باد - و آمین

عجیب و غریب مرہم

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں سے کسی کے علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا مت خریدو۔

تمام نامی ڈاکٹر اور حکیم اسکی عمدگی اور فائدہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ ضرور آزماؤ

المعروف

مرہم عیسیٰ و مرہم رسل و مرہم شلیخہ

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پرتاثیر اور نادر مرہم ہے اس مرہم کے طیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اس کے اجزا بہم پہونچانے میں ہے کیونکہ اکثر اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں انکا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑے خرچ کے ساتھ اصلی اور خالص اجزا ملک شام و انگلینڈ و مصر وغیرہ وغیرہ سے منگانے اور اس مرہم کو طیار کرتے ہیں۔ اسکو ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا اور اسکی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا۔ حکما یورپ بھی اس کی عجیب خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم طیار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ضرور آزمایش کریئے۔

فوراً جائے درد پر کرتا ہے

ہر قسم طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر (کنٹھمالا) گلٹیاں - بدھ - ہر طرح کے ناسور - زخموں کے کیڑے - پرانے گندے زخم - پھنسی - پھوڑے گھاؤ - گنج - خارش - طرح طرح کی جلدی بیماریاں چوٹوں کے زخم - موچ - تلی کے ورم - بواسیر درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کانوں سے ریم کا بہنا - جانور وں کا کاٹ لینا - جلجانا عورات کی خطرناک بیماریاں - سرطان رحم وغیرہ وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے قیمت فی ڈبیہ ۱۲ آنہ

کارخانہ مرہم عیسیٰ المعروف مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھندجالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی ۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں ۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ؏ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ؎ خالص ممیرا فی ماسہ ؏ مصری سرمہ فی تولہ ؀ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہئے ۔ المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ ۔ بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱ ۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتی ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال معین ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے ۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم ۔ بی ۔ ایم سانگلی صاحب ۔ ایم ۔ بی ۔ ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ۔

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس سرمہ کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر پینتالیس سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دُکھتی رہتی تھیں اُن میں کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو بھی جو اُسکے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان امراض مذکور سے کلی صحت پائی ۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان بہادر ۔ ایل ۔ ایم ۔ ایس ۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے ۔

۴ ۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ۔ ایل ۔ ایم ۔ ایس ۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے اہتمام سے چھپا